ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

29

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

مسلسل اشاعت کا
31 واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

4 تا 10 محرم الحرام 1444ھ / 2 تا 8 اگست 2022ء

خصوصی منصب، خصوصی تقاضے

اقامتِ دین کا کام درحقیقت ایک انقلابی جدوجہد (Revolutionary Struggle) کا متقاضی ہے۔ ایک قائم شدہ نظام کو بیخ و بُن سے اکھاڑ کر اس کی جگہ ایک صالح نظام کو قائم کرنے کے تقاضے بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ یہ انقلاب صرف دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت سے نہیں آتا۔ اگرچہ اس میں بھی آغاز دعوت وتبلیغ اور وعظ ونصیحت ہی سے ہوگا اور اس میں تذکیر بھی ہوگی، تبشیر بھی اور انذار بھی ہوگا، لیکن اس کا ہدف یہ ہوگا کہ ان تمام کاموں کے نتیجہ میں ایک انقلابی جمعیت فراہم کی جائے، اسے منظم کیا جائے، اس کی تربیت کی جائے اور اس میں وہ تمام ضروری اوصاف پیدا کئے جائیں جو کسی انقلابی جماعت کے لیے لازم اور ناگزیر ہیں---- اور جب اس جمعیت میں مطلوبہ نظم اور ڈسپلن پیدا ہوجائے تو پھر اسے نظامِ باطل سے ٹکرا دیا جائے۔ بقول علامہ اقبال ؎

بانشۂ درویشی در ساز و دمادم زن!
چوں پختہ شوی خود را بر سلطنتِ جم زن!

منہج انقلاب نبویؐ: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

کوئی روکے، خدارا کوئی انہیں روکے
جمعۃ المبارک: اہمیت، فضیلت اور.....
موجودہ احیائی مساعی اور تنظیم اسلامی
ضمنی انتخابات اور سیاسی بحران
سرابِ یاس کی آمد نہیں ہوتی!
معیاری معاشرے کی بنیاد

فرعون جادوگروں کا سہارا لینے لگا

الہدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
995

سورۃ الشعراء | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 38 تا 42

فَجُمِعَ السَّحَرَۃُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۳۸﴾ وَّ قِیۡلَ لِلنَّاسِ ہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ ﴿۳۹﴾
لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَۃَ اِنۡ کَانُوۡا ہُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۰﴾ فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ
اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ کُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۱﴾ قَالَ نَعَمۡ وَ اِنَّکُمۡ اِذًا لَّمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿۴۲﴾

آیت: ۳۸ ﴿فَجُمِعَ السَّحَرَۃُ لِمِیۡقَاتِ یَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۳۸﴾﴾ ”تو یوں جمع کر لیے گئے تمام جادوگر ایک مقررہ دن کے وعدے پر۔“

آیت: ۳۹ ﴿وَّ قِیۡلَ لِلنَّاسِ ہَلۡ اَنۡتُمۡ مُّجۡتَمِعُوۡنَ ﴿۳۹﴾﴾ ”اور لوگوں سے بھی کہہ دیا گیا کہ کیا تم جمع ہو جاؤ گے؟“

اس کے بعد عوام میں بھی منادی کرائی گئی کہ وہ بھی طے شدہ وقت کے مطابق مقررہ جگہ پر پہنچ جائیں۔

آیت: ۴۰ ﴿لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَۃَ اِنۡ کَانُوۡا ہُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۰﴾﴾ ”تاکہ ہم پیروی کر لیں جادوگروں کی اگر وہی غالب رہیں۔“

کہ موسیٰؑ اگر اپنے جادو کے زور سے ہمیں مرعوب و مغلوب کرنا چاہتا ہے تو ایسی صورت میں کیوں نہ ہم اپنی قوم کے جادوگروں کی سرداری قبول کر کے ان کی پیروی کریں اور موسیٰؑ کے بجائے ان کی پناہ میں آ جائیں!

آیت: ۴۱ ﴿فَلَمَّا جَآءَ السَّحَرَۃُ قَالُوۡا لِفِرۡعَوۡنَ اَئِنَّ لَنَا لَاَجۡرًا اِنۡ کُنَّا نَحۡنُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۴۱﴾﴾ ”تو جب جادوگر آ پہنچے تو انہوں نے فرعون سے پوچھا کہ کیا ہمیں انعام ملے گا اگر ہم غالب آ گئے؟“

آیت: ۴۲ ﴿قَالَ نَعَمۡ وَ اِنَّکُمۡ اِذًا لَّمِنَ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ﴿۴۲﴾﴾ ”اُس نے کہا ضرور! اور تب تم لوگ یقیناً مقربین میں سے ہو جاؤ گے۔“

خلعتیں اور انعامات بھی ملیں گے اور اس کے علاوہ تم لوگوں کو دربار میں اعلیٰ مناصب عطا کر کے میں اپنے مقرب مصاحبین میں بھی شامل کر لوں گا۔

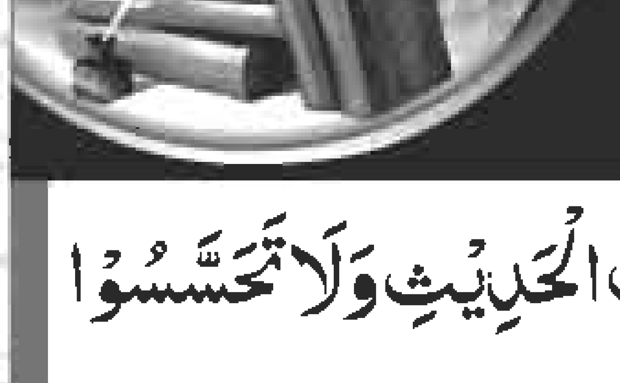

بدگمانی سے بچو

درس حدیث

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ((اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا تَنَافَسُوْا وَلَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَکُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا)) (متفق علیہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم دوسروں کے متعلق بدگمانی سے بچو‘ کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔ تم کسی کی کمزوریوں کی ٹوہ میں نہ رہا کرو‘ اور جاسوسوں کی طرح رازدارانہ طریقے سے کسی کے عیب معلوم کرنے کی کوشش بھی نہ کیا کرو‘ اور نہ ایک دوسرے پر بڑھنے کی بے جا ہوس کرو‘ نہ آپس میں حسد کرو‘ نہ بغض و کینہ رکھو اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو‘ بلکہ اے اللہ کے بندو! (اللہ کے حکم کے مطابق) بھائی بھائی بن کر رہو۔“

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کوئی روکے، خدارا کوئی اِنہیں روکے

پنجابی کی ایک ضرب المثل جس کے اصل الفاظ لکھتے ہوئے توہمیں گھن آتی ہے، بہرحال مفہوم یہ ہے کہ گمراہ انسان کا مالی خسارہ جب تمام حدود کراس کر جاتا ہے تو وہ زندگی کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے دیانت، محنت اور خودداری کا سہارا لے کر مشکل حالات کا مقابلہ کرنے کی بجائے گھر کے برتن بیچنا شروع کر دیتا ہے۔ پاکستان کے مالی معاملات تو یقیناً ایک عرصہ سے سدھر نہیں رہے تھے اور پسپائی اختیار کیے ہوئے تھے لیکن گزشتہ 4 ماہ میں مالی لحاظ سے ہم جس طرح اوندھے منہ گرے ہیں اس کی ماضی میں بھی کوئی مثال نہیں ملتی۔ حیرت کی بات ہے گزشتہ سال کی شرح نمو 5.97 فیصد یعنی قریباً 6 فیصد تھی اور اُس سے پچھلے سال 5.37 فیصد تھی۔ زرمبادلہ کے ذخائر 7 مارچ 2022ء کو 22.6 بلین ڈالر تھے۔ یقیناً صورتِ حال کوئی آئیڈیل یا قابل فخر نہیں تھی لیکن اکثر اقتصادی عشاریے مثبت دکھائی دے رہے تھے۔ یہ وہ اعداد و شمار ہیں جو موجودہ حکومت نے اکنامک سروے 2022ء میں خود اپنے دستخطوں کے ساتھ شائع کیے۔ اُس وقت ڈیفالٹ کا کسی قسم کا خطرہ لاحق نہیں تھا۔ پاکستان نے IMF کا پروگرام بھی بعض سخت شرائط کی وجہ سے معطل کر رکھا تھا۔ 9 اپریل 2022ء سے صورتِ حال تیزی سے بدلنا شروع ہو گئی اور اقتصادی صورتِ حال کے حوالے سے بُری خبریں آنا شروع ہوئیں۔ چار ماہ میں زرمبادلہ کے ذخائر سنگل ڈیجٹ میں چلے گئے۔ ڈالر کے مقابلے میں روپیہ روزانہ اوسطاً تین یا چار روپے گر جاتا ہے اور چار ماہ میں قریباً پچپن روپے کمزور ہو چکا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکومت اپنی اصلاح اور ایسے اقدامات کرتی جس سے ڈیفالٹ کا خطرہ بھی ٹل جائے اور ہماری سلامتی کو بھی خطرہ لاحق نہ ہو۔ لیکن ہوا یہ کہ گزشتہ جمعرات یعنی 21 جولائی 2022ء کو وفاقی کابینہ نے ایک آرڈیننس کی منظوری دی جس کے مطابق آئل اور گیس سے متعلقہ اثاثہ جات اور حکومتی پاور پلانٹ UAE کو دو (2) سے اڑھائی بلین ڈالر کے درمیان فروخت کرنے کی منظوری دے دی گئی۔

ہم قارئین کو تمام حقائق اور پس منظر سے آگاہ کرنے کے لیے بات 1989ء سے شروع کرتے ہیں جب پاکستان آئی ایم ایف کے Extended Facility Fund کا پہلی مرتبہ حصہ بنا تو اس کے بعد ملک کو بدترین معاشی بدحالی، افراطِ زر، بے روزگاری اور معیشت کے ہر میدان میں گراوٹ اور غلامی کے سوا کچھ نہ ملا۔ پاکستان 23 مرتبہ آئی ایم ایف کے پاس کشکول لے کے جا چکا ہے اور ہر مرتبہ ایسی سخت سے سخت شرائط کے ساتھ قرضہ دیا جاتا ہے کہ نہ صرف معاشی بلکہ سیاسی، سماجی، معاشرتی اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے بھی ہماری خودمختاری سلب ہو جاتی ہے۔ ماضی میں آئی ایم ایف سے یہی چند ارب ڈالروں کی بھیک حاصل کرنے کے لیے ہم نے ملک کے اہم ترین اثاثہ جات کو گروی رکھوا دیا۔ ہر آنے والی حکومت نے ڈیفالٹ سے بچنے کے بیانیہ اور عالمی مالیاتی اداروں کو گارنٹی دینے کے نام پر کئی مرتبہ موٹروے، ایئرپورٹس، بڑی شاہرائیں، ریڈیو پاکستان، پی ٹی وی الغرض قومی اثاثوں کو گروی رکھوایا

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
4 تا 10 محرم الحرام 1444ھ — جلد 31
2 تا 8 اگست 2022ء — شمارہ 29
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (14300 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (10800 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

لیکن گروی رکھوانے اور فروخت کرنے میں بڑا فرق ہے۔قومی اثاثوں کو فروخت کرنے کی بات پہلی مرتبہ سامنے آرہی ہے جو اس بات کا ثبوت ہے کہ حکمران طبقہ اور ملک کی اشرافیہ کو شاید اس امر سے غرض ہے نہ ندامت کہ پاکستان کی سالمیت اور خودمختاری کو دوسرے ملکوں اور بین الاقوامی مالیاتی اداروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا جائے گا۔ مجوزہ آرڈیننس کے تحت ان تمام قوانین کو بائی پاس کر دیا جائے گا جو اس بات کی ضمانت دیتے ہیں اور یقینی بناتے ہیں کہ قواعد وضوابط اور اصولی طریقہ کار کو اثاثہ جات کی خرید وفروخت اور نجکاری کے وقت بروئے کار لایا جائے۔جن قوانین کو بائی پاس کرنے کی بات ہورہی ہے اُن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1. Companies Act, 2017.
2. Privatisation Commission Ordinacnce, 2000.
3. Public Procurement Regulatory Authority Ordinance, 2002.
4. Public-Private Partnership Authority Act, 2017.
5. Securities and Exchange Commission of Pakistan Act, 1997.
6. Securities Act, 2015.

علاوہ ازیں آرڈیننس کے مطابق قومی اثاثہ جات کی فروخت یا نجکاری کے کسی معاہدے کو عدالت میں چیلنج نہیں کیا جاسکے گا۔

کہا جا رہا ہے کہ آئی ایم ایف اپنے موجودہ حکومت سے کیے گئے معاہدے کے تحت رقم اس وقت تک دینے کو تیار نہیں جب تک سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات پاکستان کو قرضہ نہیں دیتے۔ جبکہ کوئی دوست ملک اس غیر یقینی صورت حال میں پاکستان کو قرضہ دینے اور پچھلے قرضے کو موخر کرنے کے لیے تیار نہیں لہٰذا حکومت کے مطابق جلد از جلد ملکی اثاثوں کو فروخت کیا جائے۔ملکی اثاثہ جات کی یہ فروخت جب بین الاقوامی قوتوں اور دیگر ممالک کو ہوگی تو کیا پاکستان کی سلامتی وخودمختاری خطرے میں نہیں پڑ جائے گی؟

گزشتہ ساڑھے چار ماہ کے دوران حکومت نے پٹرول اور ڈیزل کی قیمتوں میں ہوش ربا اضافہ کیا۔ بجلی،گیس انتہائی مہنگی کردی۔جس کی وجہ سے روزمرہ ضرورت کی تمام اشیاء عام آدمی کی پہنچ سے باہر ہو چکی ہیں۔ ڈالر کی اونچی اڑان مسلسل جاری ہے۔ سٹاک مارکیٹ روز گر رہی ہے اور سونا ملکی تاریخ کی بلند ترین سطح پر ہے۔تجارتی اور کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کا بھی خطرناک حد تک پہنچنے کا امکان ہے۔ملکی زرمبادلہ کے ذخائر خطرناک حد تک گر چکے ہیں۔تو کیا اس کا حل یہ ہے کہ ایل۔این۔جی پلانٹس بمعہ مشینری اور ایسی قومی صنعتیں جو نقصان میں جارہی ہیں، انہیں بیرونی قوتوں کو بیچ دیا جائے؟ معاہدے چاہے G2G (گورنمنٹ ٹو گورنمنٹ) ہی ہوں۔ کیا ملکی سرمایہ کار اس معاملے میں آگے بڑھ کر اپنا حصہ ڈالنے کو تیار نہیں؟ کیا ہم اہم ترین ملکی اداروں جیسے ریلوے، پی آئی اے، سٹیل مل اور اہم اور قیمتی ترین عمارات وزمین کو غیر ملکیوں کے ہاتھ بیچ دیں گے؟

پھر یہ کہ اس تمام معاملے کو جلد از جلد کی بنیاد پر پورا کرنے کے حکومتی مطالبہ کا مطلب یہ بھی بتایا جارہا ہے کہ نہ شفاف Bidding ہوگی۔نہ قانونی و آئینی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا۔ نہ عدالت میں چیلنج ہو سکے گا۔ نہ ہی ان معاملات میں کسی نوع کی بد دیانتی، چاہے وہ شخصی ہو یا ادارے کی سطح پر، کو قابل گرفت بنایا جاسکے گا۔کسی تحقیقاتی ادارے کو تفتیش یا انکوائری کا اختیار بھی نہ ہوگا۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام اور پاکستان کے دشمن امریکہ، اسرائیل اور بھارت کو کسی طرح ایک اسلامی ملک بطور ایٹمی قوت قبول نہیں۔ یہ ممالک پہلے بھی بہت سی ایسی تدابیر اختیار کر چکے ہیں جن سے پاکستان کو ایٹمی قوت سے محروم کیا جاسکے جس میں کہوٹہ پر حملہ کی کوشش وغیرہ بھی شامل ہے لیکن اللہ کے فضل وکرم سے ناکام ہوئے۔ جنگ کا آپشن بھی استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ پاکستان اپنی سلامتی خطرے میں دیکھ کر ہمسایہ پر ایٹمی حملہ کرنے سے گریز نہیں کرے گا۔لہٰذا اب ایک عرصہ سے اس پالیسی پر چلنے کا فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کو معاشی طور پر تباہ وبرباد کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ پاکستان بھوک کے ہاتھوں مجبور ہو کر اپنے ایٹمی اثاثہ جات سرنڈر کر دے۔ دکھائی یہ دے رہا ہے کہ پہلے پاکستان کو ڈیفالٹ کیا جائے گا جس سے بیرونی دنیا پاکستان کو سنگل آؤٹ کر دے گی، امپورٹ ایکسپورٹ ناممکن ہو جائے گی، مقامی کارخانے بند ہو جائیں گے، لاکھوں اور شاید کروڑوں مزدور فارغ ہو جائیں گے۔ بھوک سے انسان انسان کا دشمن ہو جائے گا۔ پھر حکمرانوں سے پوچھا جائے گا کہ آیا تمہیں بچالیں اور بچنے کے دو طریقے ہوں گے۔ایک یہ کہ اپنے ایٹمی اثاثہ جات ہمارے حوالے کردو، دوسرا اسرائیل کو تسلیم کرلو۔ یعنی ہمیں دینی اور دنیوی خودکشی کی طرف راغب کیا جائے گا گویا ہمیں کہا جائے گا اپنی نظریاتی یعنی دینی بنیاد کو زمین میں دفن کر دو اور اپنی سلامتی ہمارے پاس گروی رکھ دو۔ ہم حکومت سے ہاتھ جوڑ کر استدعا کرتے ہیں کہ وہ پاکستان کے اثاثے فروخت نہ کرے اپنی پالیسیاں درست کرے، اپنے اخراجات میں کمی کرے۔ بیرون ملک پاکستانیوں سے کہے کہ وہ ملک بچانے کے لیے آگے بڑھیں۔ ہم پاکستان کے تمام ریاستی اداروں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ حکومت کو اس پاگل پن سے روکے۔کوئی روکے، خدارا کوئی اِنہیں روکے۔

جمعۃُ المبارک: اہمیت، فضیلت اور اعمال

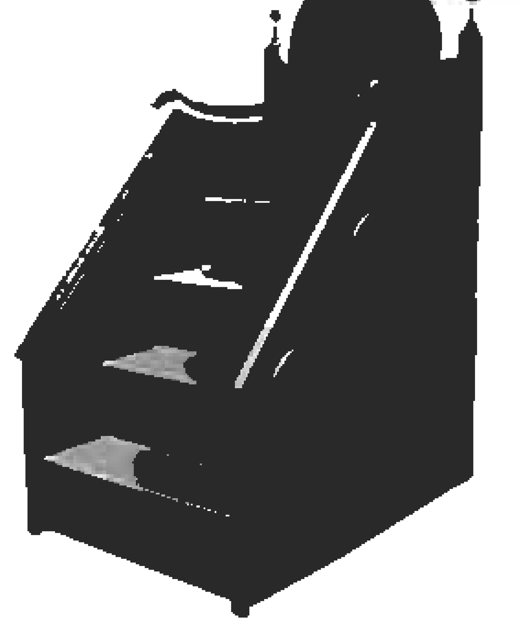

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی DHA کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 22 جولائی 2022ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

تنظیم اسلامی کے نظم کے تحت طے ہوا ہے کہ وہ مقامات جہاں بانیٔ تنظیم اسلامی، استاد محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ جمعہ کے خطابات دیتے رہے ہیں اب ان مقامات پر مجھے یہ سعادت میسر آئے گی۔ اس ضمن میں طے ہوا ہے کہ ہر مہینے کا دوسرا اور چوتھا جمعہ قرآن اکیڈمی کراچی میں پڑھاؤں اور دو جمعہ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں پڑھاؤں گا۔ ان شاء اللہ! اللہ تعالیٰ اخلاص عطا فرمائے اور ہم سب کو دین کی خدمت کے لیے قبول فرمائے۔

آج ہمارا موضوع بھی جمعہ ہے۔ اس حوالے سے قرآن حکیم میں سورۃ الجمعہ کے دوسرے رکوع کی تین آیات میں جمعہ کے حوالے سے کچھ ہدایات ہمارے سامنے آتی ہیں۔ سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں خطاب جمعہ کا اصل مقصد تذکیر ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝۵۵﴾

’’اور آپ تذکیر کرتے رہیے کیونکہ یہ تذکیر اہل ایمان کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔‘‘ (الذاریات)

انسان میں نسیان (بھول جانے) کی کمزوری ہے۔ اس کمزوری کی وجہ سے وہ کبھی کبھی اہم باتیں بھی بھول جاتا ہے۔ بالخصوص دینی فرائض کا بھول جانا بڑے خسارے کا باعث ہوسکتا ہے لہٰذا یاددہانی ضروری ہے۔ جیسے نماز دن میں پانچ مرتبہ زندگی کی مصروفیات سے نکال لاتی ہے اور ہماری بنیادی ذمہ داری کی یاددہانی کراتی ہے۔ اسی طرح ہفتہ وار بنیادوں پر یہ جمعہ کا دن ہے جہاں وعظ، خطبہ، نصیحت کے ذریعے دلوں کے زنگ کا علاج کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے اسی طرح دلوں کو بھی زنگ لگتا ہے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ! دلوں کے زنگ کو دور کرنے کا کیا علاج ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کثرت سے موت کو یاد رکھنا اور کثرت سے اللہ کی کتاب کی تلاوت کرنا۔ یہاں تلاوت سے مقصود قرآن کو ہدایت کی طلب اور تڑپ کے ساتھ پڑھنا اور سمجھنے کی کوشش کرنا ہے۔ خود اللہ کے رسول ﷺ کا جو خطبہ جمعہ ہوتا تھا اس میں آپ ﷺ اللہ کی حمد وثنا اور درود وسلام کے ساتھ ساتھ قرآن کی

مرتب: ابوابراہیم

آیات کے ذریعے تذکیر کا اہتمام فرماتے تھے۔ اسی طرح مسلمانوں کے مسائل پر گفتگو کرنا اور ان کے لیے دعاؤں کا اہتمام کرنا بھی رسول اللہ ﷺ کے خطبہ جمعہ کے اہم اجزاء ہیں۔ ان سب میں اہم جز قرآن حکیم کے ذریعے نصیحت و یاددہانی تھا۔ زیر مطالعہ آیات میں پہلی آیت میں جمعہ کے بارے میں فرمایا:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ﴾ ’’اے ایمان والو! جب تمہیں پکارا جائے نماز کے لیے جمعہ کے دن تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف۔‘‘ (آیت:9)

یہاں اہل ایمان سے خطاب ہے۔ یعنی جو رسول اللہ ﷺ کی دعوت قبول کرچکے ہیں، اب ان کے سامنے اعمال اور احکام کا تذکرہ آتا ہے، کرنے کے کام کیا ہوں گے، نہ کرنے کے کام کیا ہوں گے، یہ تقاضا بندوں کے سامنے رکھا جاتا ہے۔ آج یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ کلمہ ہمیں ماں کی گود میں مل گیا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کریں لیکن اتنا کافی نہیں ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر شعوری طور پر ایمان کا حصول، اس کی حفاظت، اس کی آبیاری اور اس کی بڑھوتری کے لیے مسلسل کوششیں کرنا ایک مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے۔ یہاں اہل ایمان سے تقاضا ہے کہ جب نماز جمعہ کے لیے پکارا جائے تو دوڑو اللہ کے ذکر کی طرف اور کاروبار چھوڑ دو۔ یہاں ایسا دوڑنا مراد نہیں کہ آدمی بھاگتے ہوئے مسجد کی طرف آرہا ہو بلکہ یہاں اہتمام کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی جمعہ کے دن نماز کے لیے پکارا جائے تو آپ اہتمام سے ذکر کی طرف آؤ۔ عمومی طور پر ذکر کی تشریح یہ کی گئی کہ: ((استحضار اللہ فی القلب)) دل میں اللہ کو دیا رکھنا۔ جب اللہ دل میں یاد رہے گا تو زبان پر بھی اللہ کا ذکر ہوگا اور جب اللہ دل میں یاد رہے گا تو پھر پورے وجود سے اللہ کا ذکر ہوگا۔ یعنی اللہ نے جن کاموں سے منع فرمادیا ان سے انسان رک جائے گا اور جن کاموں کے کرنے کا حکم دے دیا ہے ان کو بجالائے گا۔ چنانچہ ذکر تلاوت قرآن بھی ہے، اذکار بھی ہیں، استغفار کے کلمات بھی ہیں، درود وسلام بھی ہے، دعائیں بھی ہیں اور ذکر بالجوارح بھی ہے، پورے وجود سے بھی اللہ کا ذکر ہے اور وہ ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت اختیار کرنا اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی

نافرمانی سے بچنا۔ البتہ سورۃ الجمعہ کی زیر مطالعہ آیت میں ذکر کی طرف لپکنے سے مراد اہتمام کے ساتھ جمعہ کے خطبہ میں پہنچنا ہے۔ احادیث مبارکہ میں اس کے لیے اہتمام اور تیاری کی کچھ تفصیلات بھی بیان ہوئی ہیں کہ خطبہ جمعہ میں شریک ہونے سے پہلے کیا کیا کام کرنے چاہئیں اور ان کے فضائل بھی بیان ہوئے ہیں۔ عالم عرب میں عربی کا خطبہ بیس پچیس منٹ کا ہوتا ہے۔ عجم میں چونکہ لوگوں کو عربی سمجھ نہیں آتی اس لیے وہاں مختلف زبانوں میں خطبہ ہوتا ہے اور اس کے بعد سنت رسول ﷺ کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے مختصر عربی خطبہ بھی رکھا گیا ہے۔

چنانچہ جمعہ کا اصل مقصد واعظ ونصیحت میں شریک ہونا ہے۔ جو لوگ بھاگتے ہوئے دو رکعت کے لیے آتے ہیں کہ بس دوسری آذان آجائے اور پھر دو رکعت پڑھی اور بھاگ گئے تو یہ جمعہ ادا کرنا نہیں ہے بلکہ یہ جمعہ سے بھاگنا ہے۔ فقہی اعتبار سے تو نماز ادا ہو جاتی ہے لیکن حقیقت کے اعتبار سے جمعہ حاصل نہیں ہوا کیونکہ جمعہ کو جمعہ بنانے والی شے خطبہ جمعہ ہے۔ عام دنوں میں ظہر کی نماز کے چار فرض ہوتے ہیں لیکن جمعہ میں دو فرض ہوتے ہیں کیونکہ بقیہ دو فرائض کی جگہ خطبہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس خطاب میں شریک ہونے کے لیے نہادھو کر اور تیاری کرکے آؤ۔ رسول اللہ ﷺ نے یہاں تک فرمایا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ تم اپنے عام، کام کاج کے کپڑوں کے علاوہ ایک جوڑا جمعہ کے لیے رکھ لو جو صاف ستھرا ہو۔ وہ پہن کر جمعہ میں آؤ۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ میں شریک ہونے سے قبل غسل کرنے والے کے صغیرہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔ اسی طرح مردوں کے لیے خوشبو لگا کر جمعہ میں شریک ہونے کا بھی اجر بیان ہوا ہے۔ البتہ خواتین کی اصل زیبائش اور آرائش اس کے شوہر کے لیے ہے۔ اس لیے عورت پر خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے۔ البتہ پردے کا اہتمام ہو تو باحجاب عورتیں بھی جمعہ میں شریک ہوسکتی ہیں۔ پھر جمعہ کے دن جلدی مسجد میں پہنچنے کے بھی فضائل بیان ہوئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو پہلے پہلے پہنچتا ہے اس کو ایک اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے، اس کے بعد میں آنے والے کو گائے، اس کے بعد آنے والے کو دنبے، اس کے بعد آنے والے کو مرغی، اس کے بعد آنے والے کو انڈے کی قربانی کا اور جب خطیب ممبر پر آجائے تو اس کے بعد فرشتے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ہاں اردو خطبے میں شامل ہونا مطلوب ہے تاکہ یہ اجر وثواب بھی مل سکے اور وعظ ونصیحت بھی سن سکیں تاکہ ہمارے دلوں کا زنگ دور ہو سکے۔ اس زنگ کو دور کرنے کے لیے اللہ کے کلام سے نصیحت خطبہ جمعہ کا لازمی حصہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ باقاعدہ اس کا اہتمام فرماتے تھے۔

نصیحت کے اس اجتماع میں جہاں عام مسلمانوں کا اہتمام کے ساتھ پہنچنا ضروری ہے وہاں واعظین کے لیے بھی ضروری ہے کہ وہ بھی خطاب کے لیے بھرپور تیاری کرکے آئیں۔ اس دن کروڑوں مسلمان اپنے کام کاج چھوڑ کر نصیحت سننے کے لیے آتے ہیں لہٰذا واعظین کے لیے کتنا بڑا موقع ہوتا ہے کہ وہ اسلام کی اصل روح قرآن وحدیث کی روشنی میں عوام میں نصیحت کے ذریعے پھونکنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آگے ارشاد ہوا:

﴿وَذَرُوا الْبَیْعَ ط﴾ ''اور کاروبار چھوڑ دو۔'' (آیت:9)

یعنی جمعہ کے مبارک اجتماع اور نماز میں شریک ہونے کے لیے معاش، روزگار سمیت تمام مصروفیات کو چھوڑ دیا جائے۔ سابقہ مسلمان اُمت کے لیے ہفتہ کا پورا دن مخصوص تھا۔ جمعہ کی شام سے لے کر ہفتہ کے دن مغرب تک کوئی بھی کاروبار کرنا ان کے لیے ممنوع تھا۔ لیکن موجودہ مسلمان اُمت کو اللہ تعالیٰ نے بڑی آسانیاں دی ہیں۔ ان کے لیے صرف اذان جمعہ سے لے کر نماز

پریس ریلیز 29 جولائی 2022ء

بلوچستان پر قیامت گزر گئی لیکن حکومت اور اپوزیشن کو اقتدار کی رسہ کشی سے فراغت نہیں

شجاع الدین شیخ

بلوچستان پر قیامت گزر گئی لیکن حکومت اور اپوزیشن کو اقتدار کی رسہ کشی سے فراغت نہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حالیہ طوفانی بارشوں اور سیلاب کی وجہ سے بلوچستان کے طول وعرض میں سینکڑوں بستیاں ڈوب گئیں۔ ڈیڑھ سو کے قریب افراد جاں بحق ہوگئے، ہزاروں لوگ بے گھر ہوگئے اور مال، مویشی بہہ گئے۔ بڑے پیمانے پر تباہی پھیل گئی لیکن انتہائی شرم کا مقام ہے کہ حکومت اور اپوزیشن دونوں کے لیڈران متاثرہ افراد اور اُن کے خاندانوں کے سر پر دستِ شفقت رکھنے کی بجائے اقتدار کی رسہ کشی اور ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں مصروف ہیں۔ نہ ہی ملک کے وزیر اعظم یا حکومتی اتحاد میں شامل بڑی پارٹیوں کے کسی لیڈر کو متاثرہ علاقوں کا دورہ کرنے کی توفیق ہوئی اور نہ ہی اپوزیشن کے سربراہ نے اس طرف کوئی توجہ دی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی مجرمانہ غفلت اور بے حسی پر مبنی یہ طرزِ عمل اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ صوبہ بلوچستان کو گزشتہ 75 سالوں سے بری طرح نظر انداز کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ بلوچستان کے عوام اکثر و بیشتر غم وغصہ کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ریاستِ پاکستان کا یہ فرض ہے کہ وہ فوری طور پر بڑے پیمانے پر ریلیف آپریشن کا آغاز کرے۔ حکومت اور دیگر ریاستی اداروں کے ساتھ ساتھ تمام سیاسی جماعتیں اور دیگر رفاہی ادارے بھی بلوچستان کے عوام کو اس مشکل گھڑی میں ہر طرح کی مدد فراہم کریں۔ تمام دینی جماعتوں کو بھی امدادی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ضرورت ہے۔ آخر میں اُنھوں نے دعا کی کہ اللہ پاکستان کو ہر قسم کی قدرتی آفات اور سانحات سے محفوظ رکھے۔ آمین!۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

جمعہ ادا ہونے تک پابندی ہے کہ اس دوران جمعہ میں شریک ہونے کے علاوہ کوئی مصروفیات نہ رکھی جائے۔ البتہ مسافر، معذور افراد، بچے اور عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔ جن کے پاس کوئی شرعی عذر نہیں ہے اور اس کے باوجود وہ جمعہ کے لیے مسجد میں نہیں آتے تو ان کے لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرا جی چاہتا ہے ایسے لوگوں کے گھروں کو جا کر میں آگ لگا دوں جو بلا عذر گھر میں بیٹھے ہیں اور جمعہ کے لیے نہیں آ رہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے فرمایا: جو تین جمعہ لگا تار جمعہ میں شریک نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ہدایت کی طلب ہی سلب کر لیتا ہے۔ جس انسان کی ہدایت کی طلب سلب کر لی جائے تو پھر سوچیے اس کا انجام کیا ہوگا؟ ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص جمعہ میں جان بوجھ کر شریک نہیں ہوتا وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں غافلین میں شمار ہوگا۔

جمعہ کے اجتماع کا ایک دوسرا فائدہ یہ ہے کہ یہ ملت کو نظریاتی بنیادوں پر جوڑتا ہے۔ اس اُمت کو جوڑنے کے لیے نظریہ کی یاددہانی بھی ضروری ہے۔ ہم سب ایک نظریہ کی بنیاد پر، ایک کلمہ اور ایک کتاب کی بنیاد پر ایک امت ہیں۔ مختلف رنگ، نسل اور علاقوں کے لوگ ایک اجتماع میں اکٹھے ہوتے ہیں اور قرآن وحدیث کی روشنی میں اپنی نظریاتی بنیادوں کو مستحکم کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر وہ لوگ جو کسی تحریک سے جڑے ہوئے ہیں، جو اللہ کی اس زمین پر اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد میں اپنے آپ کو کھپا رہے ہیں ان کے لیے تو قرآن سے یاددہانی کی زیادہ ضرورت ہے۔ بدر میں 313 صحابہؓ کی بدولت اسلام کی فتح ممکن ہوئی لیکن ان کی تربیت 13 برس مکہ میں قرآن کی روشنی میں ہوئی۔ لہٰذا وہ لوگ جو نظریاتی جماعتوں اور تحریکوں سے جڑے ہوئے ہیں اور دعوت دین اور اقامت دین کی جدوجہد سے وابستہ ہیں ان کے لیے اپنی نظریاتی اور تحریکی بنیادوں کو مضبوط کرنے کے لیے جمعہ کی اہمیت کا معاملہ اور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۹﴾

’’یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔‘‘ (الجمعہ:9)

آج ہم فضولیات میں کتنا وقت ضائع کرتے ہیں۔ اگر جمعہ کے دن گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ ہدایت کے حصول کے لیے نکال لیں گے تو کوئی بڑا سانحہ رونما نہیں ہو جائے گا لیکن اگر ہدایت سے محرومی کی مہر لگ گئی تو پھر ہماری دنیا اور آخرت تباہ ہو جائے گی۔ اصل معاملہ ترجیح کا ہے۔ اگر جمعہ کی اہمیت سامنے ہوگی تو سارے معاملات سیٹل ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ سمجھ عطا فرمائے۔ آگے فرمایا:

﴿فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ’’پھر جب نماز پوری ہو چکے تو زمین میں منتشر ہو جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو‘‘ (الجمعہ:10)

نماز جمعہ ادا ہو جائے تو پھر تم دوبارہ اپنے کاروبار زندگی میں بے شک مصروف ہو جاؤ۔ یہ حکم نہیں بلکہ اجازت ہے۔ لہٰذا اگر کوئی جمعہ کے بعد ہاف ڈے منانا چاہتا ہے تو بے شک منائے لیکن کوئی کاروبار کرنا چاہتا ہے تو اس کی بھی اجازت ہے۔ یہاں بڑا اہم نکتہ آیا کہ:

﴿وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾ ’’اور اللہ کا فضل تلاش کرو‘‘ (الجمعہ:10)

اگر کسی کا خیال ہے کہ وہ عقل کی بنیاد پر کما رہا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جو کچھ بھی انسان کو مل رہا ہے وہ اللہ کے فضل کی وجہ سے ہے۔ بڑے بڑے ڈگری ہولڈر اس وقت دنیا میں روزگار کے لیے مظاہرے کر رہے ہیں جبکہ کئی انگوٹھا چھاپ ایسے ہیں جن کے ماتحت ڈگری ہولڈر کام کر رہے ہیں۔ لہٰذا اللہ پر یقین رکھنا چاہیے اور حلال رزق کی کوشش کرنا چاہیے۔ حرام کا پیسہ اللہ کا فضل نہیں بلکہ جہنم کے انگارے ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۱۰﴾

’’اور اللہ کو یاد کرو کثرت سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔‘‘

ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن بڑا اہتمام ہوا اور اس کے بعد ایک ہفتے کے لیے اللہ کو بھول گئے۔ نہیں! بلکہ جمعہ کے بعد بھی اللہ کا ذکر (یاد) ہر وقت رہنا چاہیے۔ یہ قرآن کا مستقل اصول ہے۔ حج مکمل ہو گیا تو حج کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرو (البقرۃ)۔ نماز مکمل ہو گئی اس کے بعد بھی اللہ کا ذکر کرو (قٓ کے آخر میں)۔ جمعہ کی نماز ادا ہو گئی اس کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو۔ ان قرآنی ہدایات سے ذکر کی وسیع تر تصویر ہمارے سامنے آتی ہے۔ یہ ذکر نماز میں بھی، روزے میں بھی، دکان پر بھی مطلوب ہے اور معاملات میں بھی مطلوب ہے۔ یہ ذکر شادی بیاہ کے موقع پر بھی مطلوب ہے۔ یہ نہیں کہ مسجد میں تو اللہ کو بڑا مانیں اور شادی بیاہ کے موقع پر بھیگی بلی بن جائیں کہ کیا کریں جی عورتیں نہیں مانتیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! اسی طرح پارلیمنٹ میں بھی اللہ بڑا ہونا چاہیے۔ یہ ہے ذکر مستقل جو جمعہ کے بعد بھی مطلوب ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا ِۨ انْفَضُّوْٓا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَآئِمًا ۭ﴾ ’’اور جب انہوں نے دیکھا تجارت کا معاملہ یا کوئی کھیل تماشا تو اس کی طرف چل دیے اور آپؐ کو کھڑا چھوڑ دیا۔‘‘

اس آیت کا شانِ نزول یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں شام سے ایک تجارتی قافلہ عین نمازِ جمعہ کے وقت آیا اور اہل شہر کو اطلاع دینے کے لیے ڈھول بجانے شروع کر دیے۔ چونکہ قحط کا زمانہ تھا' لہٰذا حاضرین مسجد قافلے کی آمد کی اطلاع پا کر فوراً اس کی طرف لپکے۔ رسول اللہ ﷺ اُس وقت خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ اکثر لوگ اس دوران اٹھ کر چلے گئے اور تھوڑے لوگ باقی رہ گئے جن میں عشرہ مبشرہ بھی شامل تھے۔ واضح رہے کہ یہ واقعہ ہجرت کے بعد بالکل قریبی دور کا ہے جبکہ لوگوں کو صحبتِ نبویؐ سے فیض یاب ہونے کا موقع بہت کم ملا تھا۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ ابتدا میں عیدین کے خطبہ کی طرح جمعہ کا خطبہ بھی نماز کے بعد ہوتا تھا' اس لیے خطبہ کے دوران اٹھ کر جانے والے لوگوں نے یہی سمجھا ہوگا کہ نماز تو پڑھی جا چکی ہے اس لیے اب اُٹھ جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اس واقعہ کے بعد اللہ کے رسول ﷺ نے جمعہ کی ترتیب بدل دی۔ یعنی جمعہ کے دن خطبہ پہلے ہو گیا اور نماز بعد میں۔ اسی موقع پر آگے فرمایا:

﴿قُلْ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ اللَّهْوِ وَمِنَ التِّجَارَةِ ۭ﴾ ’’(اے نبی ﷺ!) آپ کہہ دیجیے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ کہیں بہتر ہے کھیل کود اور تجارت سے۔‘‘

دوسری طرف توجہ یہ دلائی گئی کہ یہ تمہارا جمعہ کے لیے آنا اور اپنے معمولات کو چھوڑ دینا یہ زیادہ بہتر ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝۱۱﴾ ’’اور اللہ بہترین رزق عطا کرنے والا ہے۔‘‘

یہ آج ہمارا بہت بڑا مسئلہ ہے کہ لوگ رزق کے چکر میں رازق کو بھلا دیتے ہیں، رازق کی حدود کو پامال کر دیتے ہیں، اس کے اوامر ونواہی کو فراموش کر دیتے ہیں۔ حالانکہ رزق دینا ہمارا نہیں بلکہ اللہ کا مسئلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(باقی صفحہ 12 پر)

موجودہ احیائی مساعی کا اجمالی جائزہ اور تنظیمِ اسلامی کا محل و مقام (1)

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

ہم ندائے خلافت کے قارئین کے لیے احیائی تحریکوں اور اس سے متعلقہ مضامین کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ جس میں تنظیم اسلامی کے ''عزم تنظیم'' نامی کتابچے سے اس سلسلہ کے مضمون کی پہلی قسط شائع کر رہے ہیں۔

جہاں تک تجدیدی مساعی کا تعلق ہے واقعہ یہ ہے کہ تاریخ اسلام کا کوئی دور بھی ان سے بالکل خالی نہیں رہا اور ہر زمانے اور ہر ملک میں ایسے اولوالعزم لوگ پیدا ہوتے رہے جنہوں نے اپنے حالات کے تقاضوں کے مطابق اصلاحی اور تجدیدی کارنامے سرانجام دیئے۔ لیکن بیسویں صدی عیسوی سے قبل کی ایسی تمام کوششوں کے بارے میں ایک اصولی بات پیش نظر رہنی چاہئے اور وہ یہ کہ ان کی اصل نوعیت 'احیاءِ دین' کی نہیں بلکہ حفاظت و مدافعتِ دین کی تھی۔ اس لیے کہ ابھی اسلام کا قصرِ عظیم بالکل زمین بوس نہیں ہوا تھا اور خواہ دین کی حقیقی روح کتنی ہی مضمحل اور پژمردہ ہو چکی ہو بہر حال اسلام نے جو تہذیبی اور عمرانی نظام دنیا میں قائم کیا تھا اس کا ڈھانچہ برقرار (Intact) تھا حتیٰ کہ شریعتِ اسلامی تمام مسلمان ممالک میں بالفعل نافذ تھی۔ چنانچہ تمام تجدیدی مساعی کا اصل ہدف یہ رہا کہ دین کا نظامِ عقائد و اعمال محفوظ اور اپنی اصل صورت میں قائم رہے اور خارجی و بیرونی اثرات دین کو مسخ نہ کر دیں۔

یہی وجہ ہے کہ امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کے دور تک کے تمام مجددین امت علیہم الرحمۃ کی مساعی اکثر و بیشتر علم و فکر کے میدان ہی تک محدود رہیں اور عقائد و نظریات کی تصحیح و اصلاح ہی کو ان کے اصل ہدف کی حیثیت حاصل رہی۔ اور اس سے آگے اگر قدم بڑھا بھی تو زیادہ سے زیادہ اصلاحِ اخلاق و اعمال، تزکیہ نفس اور تربیت روحانی تک۔ اس سے آگے بڑھ کر گزشتہ صدی سے قبل کسی بھی مجددِ دین کی مساعی نے سیاسی یا عسکری تحریک کی صورت اختیار نہیں کی۔

یہی وجہ ہے کہ بعض لوگوں کو سابق مجددین کا تجدیدی کام ''جزوی'' نظر آتا ہے اور انہیں حیرت ہوتی ہے کہ امتِ مسلمہ کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کوئی ایک بھی ''مجدِدِ کامل'' پیدا نہیں ہوا۔

حالانکہ بات بالکل واضح اور سیدھی ہے کہ ابھی عمارت بالکل منہدم ہوئی ہی نہ تھی کہ بالکل نئی تعمیر کی حاجت ہوتی بلکہ صرف شکستہ اور بوسیدہ ہوئی تھی اور ضرورت ہی صرف جزوی اصلاح و استحکام کی تھی۔

جیسا کہ ہم مفصل عرض کر چکے ہیں اس بیسویں صدی کے آغاز میں ہوا کہ ملتِ اسلامی کا بوسیدہ قصر گویا دفعتاً زمین پر آ رہا اور اسلام اور مسلمان دونوں اپنے زوال و انحطاط کی آخری حدوں کو پہنچ گئے اور ایک طرف کروڑوں کی تعداد میں ہونے کے باوجود مسلمانوں کی حالت حدیثِ نبویؐ کے الفاظ کے مطابق غثاء السیل یعنی سیلاب کے جھاگ سے زیادہ نہ رہی اور دوسری طرف اسلام اور قرآن دونوں بھی آنحضور ﷺ کے الفاظ کے مطابق اس حال کو پہنچ گئے کہ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ لہٰذا قانونِ فطرت کے عین مطابق احیاء کا ہمہ جہتی عمل شروع ہو گیا۔

اس احیائی عمل کے بارے میں بھی بعض بنیادی حقائق ذہن نشین رہنے چاہئیں مثلاً ایک یہ کہ یہ کوئی سادہ اور بسیط عمل نہیں ہے بلکہ اس کے متعدد گوشے ہیں، جن میں سے ہر ایک میں اولوالعزم افراد اور جماعتیں برسرکار ہیں اور جو بظاہر ایک دوسرے سے جدا اور مختلف بلکہ بعض پہلوؤں کے اعتبار سے متضاد ہونے کے باوجود اس وسیع تر احیائی عمل کے اعتبار سے ایک دوسرے کے لیے باعثِ تقویت ہیں۔ دوسرے یہ کہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور ملتِ اسلامی کی تجدید کا یہ کام دس بیس برس میں مکمل ہونے والا نہیں ہے بلکہ (لَتَرْکَبُنَّ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ) کے مصداق درجہ بدرجہ بہت سے مراتب و مراحل سے گزر کر ہی پایۂ تکمیل کو پہنچے گا، لہٰذا اس ارتقائی عمل کا ہر درجہ اپنی جگہ اہمیت کا حامل ہے اور چاہے بعد کے مراحل سے گزر کر پہلوں کا کام بہت حقیر بلکہ کسی قدر غلط بھی نظر آئے، اپنے اپنے دور کے اعتبار سے اس کی اہمیت و وقعت سے بالکلیہ انکار ممکن نہیں۔ تیسرے یہ کہ اس ہمہ گیر تجدیدی جدوجہد میں اگرچہ افراد کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے تاہم جماعتوں اور تنظیموں کے مقابلے میں کم تر ہے۔ پھر جماعتیں بھی تحریکوں کی وسعت میں گم ہو جاتی ہیں اور بالآخر تمام تحریکیں بھی اس وسیع احیائی عمل کی پہنائیوں میں گم ہو جاتی ہیں جو ان سب کو محیط ہے۔

ماضی میں ان حقائق کے پیش نظر نہ رہنے کے باعث بہت سے لوگوں کے دلوں میں ''مہدیٔ موعود'' یا ''مجدِدِ کامل'' بننے کا شوق پیدا ہوتا رہا ہے جس کے نتیجے میں طرح طرح کے فتنے اٹھتے رہے ہیں اور اچھی بھلی تعمیری کوششوں کا رخ تخریب کی جانب مڑ جاتا رہا ہے!

اس احیائی عمل کا اولین مرحلہ مسلمان اقوام کا مغربی استعمار کے براہِ راست تسلط سے نجات کا حصول تھا جو بحمد اللہ گزشتہ تیس چالیس سال کے دوران تقریباً مکمل ہو چکا ہے۔ اور اگرچہ اب بھی ہم مغرب کی علمی و فکری اور تہذیبی و ثقافتی غلامی میں مبتلا ہیں اور اقوامِ مغرب کی سائنسی و تکنیکی بالادستی کے باعث بہت سے پہلوؤں سے ان کے دست نگر بھی ہیں، تاہم خدا کا شکر ہے کہ ایک قضیۂ فلسطین سے قطع نظر اور صرف کشمیر اور اریٹیریا کے علاوہ پورے کرۂ ارضی پر مسلم اکثریت کا کوئی علاقہ براہِ راست غلامی و محکومی کی لعنت میں گرفتار نہیں رہا۔

خالص اصولی و نظریاتی اور تصوریت پسندانہ (Idealistic) نقطۂ نظر سے تو ''مسلمان اقوام'' کی اصطلاح ہی قطعاً غلط ہے۔ اس لیے کہ از روئے قرآن و حدیث مسلمانوں کی حیثیت ایک جماعت یا امت یا حزب کی ہے نہ کہ قوم کی۔ اور وہ ایک ناقابلِ تقسیم وحدتِ ملی، میں منسلک ہیں جس میں تعدّد و تکثّر کا امکان ہی موجود نہیں کہ اقوام کا لفظ صحیح قرار دیا جا سکے۔ لیکن واقعیت پسندانہ (Realistic) نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے ایک جماعت یا امت یا حزب کا کردار (Role) تو بہت پہلے ترک کر دیا تھا اور

بالفعل ایک قوم ہی کی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ البتہ وحدتِ ملی کا تصور اس صدی کے آغاز تک برقرار تھا۔لیکن جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں، اس بیسویں صدی کے رُبع اول کے دوران مغربی استعمار کے ہتھکنڈوں نے اسے بھی ختم کر کے رکھ دیا تھا اور اس وقت فی الواقع روئے ارضی پر کوئی ایک 'امتِ مسلمہ' آباد نہیں ہے بلکہ بہت سی مسلمان اقوام آباد ہیں۔

اسی طرح خالص تصوریت پسندانہ نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو ع ''نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے'' کے مِصداق مسلمانوں کی آزادی اور خود مختاری کا احیائے اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔لیکن واقعیت پسندانہ نگاہ سے دیکھئے تو مستقبل کے بارے میں تو کچھ نہیں کہا جا سکتا، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی علمبرداری کی سعادت کسی بالکل ہی نئی قوم کے حوالے فرما دے اور (يَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ) کی شان دوبارہ ظاہر ہو۔ لیکن بحالاتِ موجودہ تو ع ''کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے، جام رہے'' کے مِصداق اسلام کا مستقبل موجودہ مسلمان اقوام ہی کے ساتھ وابستہ ہے۔اور دونوں باہم لازم وملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اندریں حالات، مسلمان اقوام کا آزادی وخود اختیاری کی نعمت سے ہمکنار ہونا یقیناً احیائے اسلام ہی کے سلسلے کی ایک کڑی ہے اور جن تحریکوں کے ذریعے یہ مشکل مرحلہ سر ہوا ہے ان کی سعی بھی اسلام کی نشاۃِ ثانیہ ہی کی جدوجہد کا جزو قرار پائے گی۔ رہا یہ شبہ کہ ان میں سے اکثر کے قائدین اور زعماء کا دین ومذہب کے ساتھ کوئی واقعی اور عملی تعلق نہ تھا تو اسی کا جواب ہے نبی اکرم ﷺ کے ان الفاظ مبارکہ میں کہ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ (بخاری: کتاب الجہاد) واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے کام بہت نرالے ہیں اور اس کی تدبیریں بہت لطیف اور مخفی اور اس کے منصوبے بہت طویل الذیل اور وسیع الاطراف ہوتے ہیں اور وہ بسا اوقات فساق وفجار سے اپنے دین کی خدمت لے لیتا ہے۔﴿وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤى اَمْرِهٖ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (یوسف:21)

اس ضمن میں ایک اور حقیقت بھی پیش نظر رہنی چاہئے کہ اگرچہ مختلف مسلمان ممالک میں حصولِ آزادی کی تحریکوں کی تقویت کے لیے جن علاقائی یا نسلی عصبیتوں کو استعمال (Invoke) کیا گیا، انہیں بھی خاص اصولی اور نظری اعتبار سے اسلام کے نظامِ فکر کے ساتھ سوائے تباین وتضاد کے کوئی نسبت حاصل نہیں ہے،لیکن عالمِ واقعہ میں اس کے سوائے کوئی چارہ کار موجود نہ تھا۔ اس لیے کہ اسلام کے ساتھ مسلمانوں کا ذہنی وقلبی رشتہ اتنا قوی نہ رہا تھا کہ اسے کسی جاندار اور فعال تحریک کی اساس بنایا جا سکتا اور حصولِ استقلال کے لیے جس مؤثر مزاحمت (Effective Resistance) کی ضرورت ہوتی ہے اس کی بنیاد خیالی یا جذباتی نہیں بلکہ حقیقی اور واقعی اساسات (Concrete Ground) ہی پر رکھی جا سکتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر ترک نیشنلزم کا جذبہ فوری طور پر بیدار نہ ہو گیا ہوتا تو شاید آج ترکی کا نام ونشان بھی صفحۂ ارضی پر موجود نہ ہوتا۔ اسی طرح اسلام سے جتنا کچھ حقیقی اور واقعی تعلق اس وقت مسلمانانِ عرب کو ہے وہ کسے معلوم نہیں، اندریں حالات عرب نیشنلزم ہی یورپی سامراج کے چنگل سے نکلنے کی جدوجہد کے لیے واحد موجود (The Only Available) بنیاد بن سکتا تھا اور ایک وقتی ضرورت اور دفاعی تدبیر کی حد تک اس کے استعمال میں کوئی قباحت بھی نہیں ہے، بشرطیکہ اسے نظامِ فکر کی مستقل اساس کے طور پر قبول نہ کر لیا جائے اور حصولِ آزادی کے عبوری مقصد کی تکمیل کے بعد صحیح اسلامی فکر اور وحدتِ ملی کے شعور واحساس کو اجاگر کیا جائے۔

اس پس منظر میں دیکھئے تو تحریکِ پاکستان کا معاملہ بالکل منفرد نظر آتا ہے۔ برصغیر کے مسلمان بھی اگر برطانوی استعمار سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہندی قومیت کی اساس پر غیر مسلموں کے ساتھ اشتراکِ عمل کرتے تو اس کے لیے بھی وجہ جواز موجود تھی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل وکرم ہے کہ یہاں کے مخصوص حالات کے باعث مسلمانانِ ہند نے اپنی سیاسی جدوجہد کا آغاز ہی ''مسلم قومیت'' کی اساس پر کیا جس کے نتیجے میں وہ ملک وجود میں آیا جو حضرت سلمان فارسی ؓ کی طرح جو اپنا نام ''سلمان ابن اسلام'' بتایا کرتے تھے، صرف اور صرف 'فرزندِ اسلام' قرار دیا جا سکتا ہے اور جس کے قیام اور بقا کے لیے کوئی وجہ جواز سوائے اسلام کے موجود نہیں ہے۔ گویا پاکستان ع ''خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی'' کے مِصداق اپنی پیدائش (Genesis) اور ہیئت ترکیبی کے اعتبار سے تمام مسلمان ممالک سے ایک قدم آگے ہے اور دوسروں کو ع ''قبائل ہوں ملت کی وحدت میں گم'' کا جو کٹھن مرحلہ ابھی طے کرنا ہے وہ کم از کم اصولی اور نظری اعتبار سے یہاں پہلے ہی سے طے شدہ ہے۔

مسلمانانِ ہند کی سیاسی جدوجہد کو اس رخ پر ڈالنے والے اسباب وعوامل میں سلبی ومنفی طور پر سب سے زیادہ دخل ہندوؤں کی روایتی تنگ نظری اور تنگ دلی اور اس سے بھی بڑھ کر مسلمانوں سے اپنی ''ہزار سالہ شکست کا انتقام'' لینے کے اس جذبے کو حاصل ہے جو ان کے سینوں میں کھولتے ہوئے لاوے کی طرح پک رہا تھا۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو گویا ان کا یہ طرزِ عمل بھی اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کے لیے ممد ومعاون بن گیا اور ہم اپنے سابق ابنائے وطن کی خدمت میں بجا طور پر عرض کر سکتے ہیں کہ۔

تو نے اچھا ہی کیا دوست سہارا نہ دیا
مجھ کو لغزش کی ضرورت تھی سنبھلنے کے لیے

مثبت اسباب کے ضمن میں ایک تو یہ حقیقت پیش نظر رہنی چاہئے کہ مسلمانانِ ہند کے دلوں میں پہلے بھی جذبۂ ملی باقی تمام دنیا کے مسلمانوں سے زیادہ تھا۔ جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ تنسیخِ خلافت (Abolition of Caliphate) پر جس قدر شدید ردِ عمل یہاں ظاہر ہوا اس کا عُشرِ عشیر بھی کہیں اور نہیں ہوا۔ حتیٰ کہ ایک وقت تھا کہ برصغیر کے ہندوؤں اور مسلمانوں سب کی مشترک سیاسی جدوجہد کا عنوان ہی 'تحریکِ خلافت' بن گئی تھی۔

اور دوسرے یہ کہ اس خطے میں علامہ اقبال مرحوم ایسی عظیم شخصیت پیدا ہوئی جس کی انتہائی پُر درد وپُر تاثیر حُدی خوانی نے قافلۂ ملی کو خوابِ غفلت سے بیدار کر دیا اور مسلمانانِ ہند کو جذبۂ ملی سے سرشار کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ پوری امتِ مسلمہ پر علامہ مرحوم کا ایک بہت بڑا احسان ہے اور بلاشبہ ان کی ملی شاعری کو اسلام کی نشاۃِ ثانیہ اور تجدید واحیائے دین کی وسیع الاطراف جدوجہد میں ایک اہم مقام حاصل ہے۔

اور اس پس منظر (Context) میں دیکھا جائے تو عالمی اسلامی سربراہی کانفرنس کا پاکستان اور خاص طور پر اس شہر لاہور میں انعقاد بہت معنی خیز ہے، جہاں قریباً ثلث صدی قبل قرارداد پاکستان بھی منظور ہوئی تھی اور جہاں دورِ حاضر میں قافلۂ ملتِ اسلامیہ کا وہ سب سے بڑا حدی خواں بھی مدفون ہے جو آخری دم تک یہ صدا لگاتا رہا کہ ؎

بیا تا کارِ ایں امت بسازیم
قمارِ زندگی مردانہ بازیم
چناں نالیم اندر مسجدِ شہر
دِلے در سینۂ ملا گدازیم

(جاری ہے)

ضمنی انتخابات میں پی ٹی آئی کی بھاری کامیابی دراصل عوام میں اس بیانیہ کی قبولیت کا عکس ہے کہ پاکستان کی سیاست میں بیرونی مداخلت نہیں ہونی چاہیے، خاص طور پر امریکہ کی غلامی اب قطعاً قبول نہیں: ایوب بیگ مرزا

پاکستان میں سیاسی بحران ملک کو معاشی طور پر ڈیفالٹ کی طرف لے کر جا رہا ہے۔ صورتحال سے نکلنے کا راستہ یہ ہے کہ صاف وشفاف انتخابات کروائے جائیں تاکہ عوام کی منتخب شدہ حکومت فوری اور وقتی مسائل کو حل کر سکے: رضاء الحق

میزبان: وسیم احمد

ضمنی انتخابات اور سیاسی بحران کے **موضوع پر**

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: پنجاب کے 20 حلقوں میں ضمنی الیکشن ہوا، اس کے نتائج آپ کے سامنے ہیں۔ اس ساری صورت حال پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یہ پاکستان کی تاریخ کے بڑے انوکھے، اہم اور بڑے عجیب ضمنی انتخابات تھے جنہوں نے ملک کی سیاسی صورتحال کو مکمل طور پر بدل دیا۔ نہ صرف اس سے صوبے کی سیاست متاثر ہوگی بلکہ اس سے مرکز کی سیاست بھی متاثر ہوگی۔ ابھی کچھ پتا نہیں کہ 22 جولائی کو کون پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنتا ہے لیکن جیسا کہ امکانات نظر آتے ہیں کہ اگر پی ٹی آئی کے امیدوار پرویز الٰہی وزیر اعلیٰ بنتے ہیں تو پھر مرکزی حکومت اسلام آباد تک محدود ہو جائے گی کیونکہ مسلم لیگ نواز کے پاس کسی صوبے کی حکومت نہیں ہوگی۔ سوال یہ ہے کہ یہ انتخابات اتنے مقبول کیوں ہوئے؟ عمران خان اپنی حکومت کے آخری دور میں انتہائی غیر مقبول ہو گئے تھے اور جب رجیم چینج ہوئی تھی تو یہی تصور تھا کہ جب ان کو حکومت سے باہر کیا جائے گا تو ان کو کوئی پوچھے گا ہی نہیں۔ میں بھی سمجھتا تھا کہ وہ بالکل unknown اور غیر متعلق ہو جائیں گے۔ لیکن عجیب بات یہ ہوئی کہ جس دن ان کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش ہوئی اس دن صبح تک وہ غیر مقبول تھے لیکن رات کو ان کی حمایت میں ہر شہر سے عوام باہر نکل کھڑے ہوئے۔ چونکہ ہمارے عوام آج بہت باشعور ہو چکے ہیں۔ اس لیے انہوں نے بیرونی مداخلت کی بنیاد پر مبینہ رجیم چینج کو قطعاً برداشت نہ کیا۔ اس موقع پر دنیا ٹی وی کے اینکر کامران خان نے کہا کہ صبح حالات کچھ اور تھے لیکن رات کو انقلاب آ گیا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ لوگ اس بات کو کسی قیمت پر قبول کرنے کو تیار نہیں تھے کہ کوئی بیرونی قوت پاکستان کی حکومت کو تبدیل کر دے۔ اس حوالے سے سوشل میڈیا نے عوام کی شعور کی سطح اتنی بڑھا دی ہے کہ یہ بات اب شہروں تک محدود نہیں ہے بلکہ دیہاتوں سے آوازیں آتی ہیں کہ کیا ہم کوئی غلام ہیں؟

سوال: یقیناً عوام میں شعوری ترقی ہوئی ہے لیکن ہر پاکستانی جانتا ہے کہ ہمارے ہاں حکومتیں زیادہ تر بیرونی آقاؤں کی مرضی کے مطابق ہی تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ جنرل حمید گل مرحوم نے کہا تھا کہ ہمارا تو آرمی چیف بھی امریکہ کی مرضی کے بغیر نہیں لگتا۔ پھر اس دفعہ نیا کیا ہوا؟

مرتب: محمد رفیق چودھری

ایوب بیگ مرزا: آپ کی بات درست ہے لیکن اس سے پہلے کبھی یہ کام کھلم کھلا نہیں ہوا تھا۔ پہلے زیادہ تر پردے کے پیچھے اس طرح کے کام ہوتے تھے اور پھر کوئی آگاہ کرنے والا بھی نہیں تھا۔ پھر بیرونی طاقتیں ایسے کام کرتی تھیں تو مانتی نہیں تھیں بلکہ چھپاتی تھیں لیکن اس دفعہ امریکہ نے بڑے دھڑلے اور تکبر سے کہا کہ ہم نے یہ کیا ہے۔ چند دن پہلے جان بولٹن نے CNN کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ جہاں ہمارا مفاد پورا نہ ہو رہا ہو وہاں ہم حکومتیں تبدیل کرواتے ہیں۔ ان کا یہ تکبر عوام کو بہت برا محسوس ہوا۔ پی ٹی آئی کے مخالفین کے دو بیانیے تھے۔ ایک مہنگائی بہت ہو گئی ہے یقیناً مہنگائی ہوئی تھی لیکن دوسرا بیانیہ ٹھیک نہیں تھا کہ پی ٹی آئی کی حکومت نے اقتصادی طور پر پاکستان کو تباہ کر دیا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پی ٹی آئی کے دور میں کورونا کی وبا آئی جس نے پوری دنیا کی اقتصادیات کو نقصان پہنچایا لیکن اس کے باوجود جب موجودہ حکومت نے آئی ایم ایف سے رجوع کیا اور اپنا اکنامک سروے پیش کیا تو خود موجودہ حکومت گزشتہ حکومت کی تعریف کرنے پر مجبور ہوگئی کہ اس نے اقتصادی طور پر بڑے اچھے کام کیے، پاکستان کا جی ڈی پی 31 سال بعد 6 فیصد ہوا، 24 ارب ڈالر سے ساڑھے 32 ارب ڈالر کی ایکسپورٹ ہوئی۔ اس وقت ڈالر 182 کے قریب تھا لیکن آج مارکیٹ میں 230 میں بھی نہیں ملتا۔ جب ڈالر مہنگا ہوا تو یقینی بات ہے کہ ہمارے کھربوں روپے کے قرضے بڑھ گئے۔ پھر جتنا امپورٹ کا مال آرہا ہے وہ سارا مہنگا ہو گیا اور اب ہر چیز آپ کو مہنگی ملے گی۔ بہرحال میں ہمیشہ یہ بات کہتا ہوں کہ میڈیا کے ذریعے غلط پروپیگنڈے کے فائدے بھی ہوتے ہیں لیکن نقصان بھی بہت ہوتے ہیں۔ جیسا کہ گزشتہ حکومت کے حوالے سے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بٹھایا گیا کہ اقتصادی لحاظ سے ناکام ہے اور اس کا نتیجہ اب عوام کے سامنے ہے۔

سوال: پاکستان میں معاشی کرائسز میں بہت اضافہ ہو رہا ہے، ڈالر کا ریٹ اوپر جا چکا ہے، سٹاک ایکسچینج کریش کرتی جا رہی ہے۔ دوسری طرف سیاسی کشیدگی بھی عروج پر ہے۔ اس پوری صورت حال میں ایک رائے یہ بھی آ رہی ہے کہ جنرل الیکشن ان تمام مسائل کا حل ہے؟

رضاء الحق: اس وقت پوری قوم دو سائیڈز کے اوپر ہے۔ پھر سیاستدانوں کا رویہ، ان کا سوچنے کا طریقہ، وہ جو بات کرتے ہیں اور پھر جو عمل کرتے ہیں وہ ساری چیزیں دو پوزیشن میں نظر آتی ہیں۔ یہی چیز عوام اور مختلف شعبہ جات میں نظر آتی ہے۔ ایک پوزیشن یہ ہوگی کہ پی ٹی آئی

دور حکومت میں سب کچھ ٹھیک ہوا کوئی غلطی نہیں ہوئی۔ دوسری پوزیشن یہ ہوگی کہ پی ڈی ایم والوں کا ماضی بھی ہمیشہ سے دھلا ہوا رہا ہے، اب بھی یہ متحد ہوئے ہیں تو پوری نیک نیتی کے ساتھ عوام کی خدمت کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں۔ لیکن حقیقت ان دونوں پوزیشنز سے مختلف ہوتی ہے۔ یقیناً جب کوئی مروجہ سیاسی نظام میں رہ کر سیاست کرتا ہے تو دوسروں کو ایکسپلائٹ کرنا، دوسروں کی غلطیاں بڑھا چڑھا کر پیش کرنا اور اس طرح کے سارے سیاسی داؤ پیچ وہ کھیلتا ہے۔ پاکستان میں دو اضافی چیزیں بھی ہیں جو ہمارے لیے ایک ناسور کے طور پر سامنے آتی ہیں۔ ہمارے مقتدر حلقے شروع سے ہی پاکستانی سیاست اور ریاستی فیصلوں میں حد سے زیادہ ملوث رہے ہیں۔ یعنی انہوں نے ملکی آئین کو بھی پامال کیا۔ چونکہ پاکستان ایک سکیورٹی سٹیٹ ہے۔ ہمارے داخلی اور خارجی مسائل اس طرح کے ہیں جس کی وجہ سے ہمیں ایک طاقتور فوج کی ضرورت ہے۔ لیکن بہر حال جب سیاسی معاملات میں مداخلت ہوتی ہے تو اس کے نقصانات بھی بہت ہوتے ہیں۔ سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ سیاسی لیڈرشپ develop نہیں ہو پاتی۔ پھر ہماری عدلیہ میں نظریہ ضرورت تاریخ کا حصہ ہے۔ اس وقت صورت حال یہ ہے کہ سب کی توجہ اس پر ہے کہ پنجاب میں حکومت کس کی بنے گی؟ مرکز میں حکومت کس کی رہے گی؟ نومبر میں اہم تقرری کس کی ہوگی یا ہوگی بھی یا نہیں؟ دوسری طرف ہماری معیشت نیچے جا رہی ہے اس پر کسی کی توجہ نہیں ہے۔

سوال: مفتاح اسماعیل دعویٰ کر رہے ہیں کہ ہم نے پاکستان دیوالیہ ہونے سے بچا لیا ہے؟

رضاء الحق: حقیقت یہ نہیں ہے۔ اعداد و شمار ان کے دعوے سے بالکل مختلف ہیں۔ سٹاک مارکیٹ ایک دن میں ساڑھے نو سو پوائنٹس نیچے گر گئی ہے۔ سونا تین ہزار فی تولہ مہنگا ہو گیا۔ بارہ سال کی بدترین صورت حال پر ہماری مارکیٹ ایکویٹی چلی گئی ہے جو پاکستان کے لیے بہت بڑا سیٹ بیک ہے۔ کچھ عرصہ پہلے موڈیز نے بھی ہماری ریٹنگ ڈاؤن گریڈ کر دی تھی۔ پھر ہماری کریڈٹ ریٹنگ بھی منفی ہو چکی ہے۔ ان کا دعویٰ اس شرط پر تھا کہ آئی ایم ایف کے ساتھ ڈیل ہوتی ہے یا نہیں۔ آئی ایم ایف کی طرف سے کہا جا رہا ہے کہ سٹاف لیول معاہدہ ہو گیا ہے لیکن دوسری طرف اس کی شرائط بڑھتی جا رہی ہیں، نئی سے نئی شرط سامنے آ رہی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آئی ایم ایف کا معاہدہ ہمارے لیے مستقبل میں فائدہ مند نہیں بلکہ نقصان دہ ہوگا۔ البتہ فوری طور پر اس سے ہمیں ڈالر مل جائیں گے۔ اس کی شرائط میں یہ بھی سامنے آ رہا ہے کہ ہمارے ہاں احتساب کا نظام باہر سے لوگ آ کر ترتیب دیں گے جس کی وجہ سے خدشہ پیدا ہو گیا ہے کہ عالمی طاقتیں پاکستان کو بلیک میل کرنا چاہتی ہیں جس طرح FATF کے ذریعے کیا جا رہا ہے۔ عالمی حالات ایسے ہیں کہ ہمارے سیاستدانوں اور مقتدر حلقوں کو ملکی مفاد کے بارے میں سوچنا چاہیے۔ خاص طور پر علاقائی سطح پر جس طرح حالات بدل رہے ہیں اس پر بھی غور کریں۔ ابھی حال ہی میں جو بائیڈن کا سعودی عرب کا دورہ ہوا، اس

> سیاست میں اندرونی اور بیرونی مداخلت کی وجہ سے اس وقت چین، روس، ترکی، ایران سمیت تمام طاقتیں پاکستان کو نظر انداز کر رہی ہیں، کسی کو پاکستان پر اعتبار نہیں رہا۔

سے پہلے اس نے اسرائیل کا دورہ کیا۔ پھر اس علاقے میں امریکہ، اسرائیل، یو اے ای اور بھارت کا آپس میں اتحاد چل رہا ہے۔ انہی دنوں میں پیوٹن ایران کا دورہ کر رہا ہے، ترکی کے صدر اردگان بھی وہاں موجود ہیں جنہوں نے تقریباً تیس بلین ڈالر کا معاہدہ ایران سے کیا ہے۔ جبکہ پاکستان کو یہ ساری طاقتیں نظر انداز کرتی چلی جا رہی ہیں۔ جب پاکستان قابل اعتبار اتحادی نہ رہا تو سب نے اس سے منہ موڑ لیا ہے۔ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ پاکستان کسی وقت بھی اپنی پالیسی میں یوٹرن لے سکتا ہے۔ ہمارے مقتدر حلقوں کی اس پر توجہ ہونی چاہیے۔ موجودہ صورتحال سے نکلنے کا فوری ایک ہی راستہ ہے کہ صاف و شفاف انتخابات کروائے جائیں تاکہ عوام اپنے ووٹ سے اپنی نمائندہ حکومت منتخب کر سکیں اور جب ایسی حکومت آئے گی تو اس سے بہتر فیصلے کرنے کی اُمید ہوگی۔

سوال: اگر اس وقت الیکشن ہو جائیں تو کوئی پارٹی بھی اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ دو تہائی اکثریت سے اپنی حکومت بنا لے۔ ہمیں مستقبل میں بھی اتحادی حکومت بنتے ہوئے نظر آتی ہے۔ جب اتحادیوں کی حکومت بنے گی اور اتحادیوں کی اپوزیشن ہوگی تو معاملات پھر اسی طرح نہیں رہیں گے؟

رضاء الحق: پاکستان میں 1997ء میں نواز شریف صاحب کو دو تہائی اکثریت ملی تھی اس کے بعد یہاں کسی کو اتنی اکثریت نہیں ملی۔ اگر دیکھا جائے تو ملک میں پی ٹی آئی اور مسلم لیگ ن دو بڑی پارٹیاں ہیں جو ایک دوسرے کے مدمقابل ہیں۔ انہی دو پارٹیوں میں جس کا بیانیہ زیادہ مضبوط اور عوام میں مقبول ہوگا وہی زیادہ اکثریت حاصل کرے گی۔ حالیہ ضمنی الیکشن میں اس کی عکاسی نظر آتی ہے۔ لہٰذا اگر صاف وشفاف الیکشن ہوں تو دو تہائی یا تین چوتھائی اکثریت بھی کسی پارٹی کو مل سکتی ہے۔

ایوب بیگ مرزا: اگلے انتخابات میں کسی کو دو تہائی اکثریت ملے یا تین چوتھائی لیکن پاکستان کے مسائل اس طرح کے ہیں کہ چھ ماہ یا سال بعد نئی حکومت کو گالیاں پڑنی شروع ہو جائیں گی۔ اس وقت پاکستان دیوالیہ ہونے سے صرف ایک پوائنٹ پیچھے رہ گیا ہے۔ ایک رائے یہ بھی ہے کہ پاکستان کو by design ڈیفالٹ کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اصل ایشو دو تہائی اکثریت لینا نہیں ہے بلکہ اس وقت اصل ایشو پاکستان کی معاشی حالت ہے۔ زمینی حقائق کو سامنے رکھیں تو یہ مسائل ناقابل حل ہیں۔ اللہ غیب سے ہماری مدد کر دے تو وہ الگ بات ہے۔ جیسے بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ جب پاکستان بالکل گرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کچھ نہ کچھ سبب بنا دیتا ہے۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کوئی معجزہ ہو جائے ورنہ بعض قوتیں بڑی منصوبہ بندی کے ساتھ پاکستان کو ڈیفالٹ کی طرف لے کر جا رہی ہیں اور پچھلے دو چار مہینوں میں ہم اس طرف بڑی تیزی سے بڑھے ہیں۔ آئی ایم ایف نے معاہدہ تو کر لیا لیکن پیسے نہیں دے رہا، یعنی جان بوجھ کر پاکستان کو اس حالت میں لے جایا جا رہا ہے۔ پاکستان کے علاوہ کسی دوسرے ملک کا ڈیفالٹ ہو جانا بالکل دوسری بات ہے لیکن پاکستان کا ڈیفالٹ ہو جانا بالکل الگ بات ہے۔ پاکستان اگر ڈیفالٹ ہوا تو گویا ایک اسلامی ایٹمی قوت ڈیفالٹ ہوگی اور پورے عالم اسلام کو اس کی بھاری قیمت چکانا پڑے گی۔

سوال: ضمنی الیکشن ہو چکے ہیں اور ان کے نتائج بھی سامنے آ چکے ہیں۔ حکومت نے صاف اور شفاف الیکشن کرانے کا دعویٰ کیا ہے لیکن پی ٹی آئی اب بھی دھاندلی کا الزام لگا رہی ہے۔ کیا واقعی اس الیکشن میں دھاندلی ہوئی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سوال یہ ہے کہ پاکستان میں آج تک کوئی ایسا الیکشن ہوا ہے جس میں دھاندلی نہ ہوئی ہو۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ 1970ء کے الیکشن میں دھاندلی نہیں ہوئی تھی حالانکہ یہ بالکل غلط بات ہے۔ اس وقت بھی مشرقی اور مغربی پاکستان میں دھاندلی ہوئی تھی ۔ پاکستان میں الیکشن کا دوسرا نام دھاندلی ہے۔ یہ سلسلہ کب تک چلے گا اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

سوال: پاکستان میں لیڈرشپ کا فقدان ہے ۔ اگر ہم امریکہ، آئی ایم ایف اور ورلڈ بنک کی غلامی سے نکل بھی جائیں تب بھی ہم دوسری غلامی یعنی چین اور روس کے بلاک میں جانا چاہتے ہیں، حقیقی آزادی کی طرف تو ہم جا ہی نہیں رہے جو ہمارا اصل کام ہے؟

ایوب بیگ مرزا: قائداعظم پاکستان کے عظیم ترین لیڈر تھے لیکن انہوں نے بھی امریکہ اور مغرب کے ساتھ پاکستان کے تعلقات بڑھائے۔ آزادی سے پہلے قائداعظم کے یہ الفاظ تاریخ میں محفوظ ہیں کہ ہم خطہ میں امریکی مفادات کا تحفظ کریں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ پاکستان کی بنیاد اسلام یعنی مذہب پر تھی۔ ایسی صورت میں پاکستان بے خدا اور مذہب دشمن سپر پاور یعنی سویت یونین سے اچھے تعلقات کیسے قائم کر سکتا تھا لہٰذا امریکہ سے اچھے تعلقات قائم کرنے کے سوا کوئی دوسرا آپشن نہیں تھا۔ لیکن قائداعظم سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ آنے والے وقت میں پاکستان امریکہ کی غلامی اختیار کرے گا۔ انہوں نے یہ اس لیے کہا تھا کہ ہم بھارت کے مقابلے میں بہت کمزور تھے۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ اب کوئی روحانی لیڈرشپ ہو تو بات الگ ہے لیکن کوئی سیاسی لیڈرشپ پاکستان کو موجودہ بحران سے نہیں نکال سکتی۔ ہم عالمی قوتوں کو صاف صاف انکار بھی نہیں کر سکتے کیونکہ ان کی پابندیاں ہم برداشت کرنے کی پوزیشن میں ہی نہیں ہیں۔ ایران پر پابندیاں لگیں لیکن برداشت کے قابل تھیں لیکن پاکستان پر جو پابندیاں لگیں گی تو وہ پاکستان برداشت نہیں کر سکے گا۔ البتہ اللہ کوئی راستہ بنا دے تو بات الگ ہے۔ مثال کے طور پر اگر چین یہ سمجھے کہ پاکستان کا زندہ رہنا میری اپنی ضرورت ہے اور وہ پاکستان کی مدد کے لیے پوری طاقت سے میدان میں آجائے اور اللہ اس کو وسیلہ بنا دے گا۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ امریکہ کے مقابلے میں چین کا رویہ بہت بہتر ہے۔ اس نے کبھی اس طرح کا رویہ نہیں اپنایا کہ کسی ملک پر باقاعدہ قبضہ کر لیا جائے۔ اپنی ڈکٹیشن دینا اور اپنی باتیں منوانا ایک الگ بات ہے ۔ امریکہ کی طرح دھونس، دھاندلی والا معاملہ اور وہاں فوجیں اتار دینا چین کی پالیسی نہیں ہے۔ البتہ اس کے لیے پاکستان میں ایک مضبوط لیڈرشپ کی ضرورت ہے جو اکثریت لے کر حکومت بنائے اور پھر آزادانہ فیصلے کرے۔ اگر سادہ اکثریت بھی ہو لیکن لیڈر مضبوط ہو اور چین کا ساتھ بھی ہو تو بات بن سکتی ہے ورنہ حالات بہت مشکل ہیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

بقیہ: منبر ومحراب

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ھود:6) ''اور نہیں ہے کوئی بھی چلنے پھرنے والا (جاندار) زمین پر، مگر اس کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔''

اللہ نے ذمہ داری لی ہے۔ ہم دنیا میں بعد میں آئے ہیں، یہ دنیا اللہ نے پہلے بنا کر سجائی ہے۔ سورۃ حٰم السجدہ (آیات: 9 تا 12) میں اللہ نے بتایا کہ اُس نے چار دن میں یہ زمین بھی بنائی اور تمام جانداروں کی غذا بھی معین کر دی۔ بچہ بعد میں پیدا ہوتا ہے لیکن ماں کے وجود میں بچے کی غذا کا اہتمام اللہ تعالیٰ پہلے کر دیتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب بچہ ماں کے بطن میں چار ماہ کا ہو جاتا ہے تو فرشتہ اللہ کے حکم سے اس میں روح پھونک دیتا ہے اور اُس کے رزق سمیت چند باتیں طے کر دی جاتی ہیں۔ لہٰذا رزق ہمارا ایشو نہیں ہے۔ ہمارا کام صرف حلال رزق کے لیے محنت کرنا ہے۔ باقی عطا اللہ کی ہے۔

جمعہ کے روز کچھ اعمال اہمیت رکھتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: کثرت سے مجھ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کرو۔ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اور اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کثرت سے مجھ پر درود بھیجتا ہے میں کل قیامت کے دن اس کی شفاعت بھی کروں گا۔ لہٰذا جمعہ کی شب اور دن میں کثرت سے درود وسلام کا اہتمام کرنا یہ بھی ایک خاص عمل ہے۔ اسی طرح جمعہ کے روز سورۃ الکہف کی تلاوت دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے ضروری ہے۔ اگر کبھی پوری سورت تلاوت نہ ہو سکے تو ابتدائی دس یا آخری دس آیات کی تلاوت کا ذکر بھی ہمیں حدیث میں ملتا ہے۔ اسی طرح جمعہ کے دن ایک گھڑی ایسی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے جس کے حوالے سے دو معروف اقوال یہ ہیں کہ امام جب خطبہ دینے کے لیے آ جائے اور نماز کے شروع ہونے تک تو امام کے بیٹھنے کے درمیان میں ہی وقت ملتا ہے۔ یہ مختصر وقت ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے۔ دوسرا غروب سے پہلے کا وقت ہے یعنی عصر کے بعد کہہ لیجیے، یہ وقت ذرا طویل ہوتا ہے۔ اس موقع پر بھی اللہ سے مانگنے کا اہتمام ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جمعہ کی اہمیت کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے، اس کی برکات ہمیں عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(6 جولائی 2022ء)

بدھ (6 جولائی) مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں مکہ مکرمہ (عزیزیہ) سے آن لائن شرکت کی۔

حج کے دوران مختلف گروپس میں خطابات کا موقع رہا۔ مکہ مکرمہ، منیٰ، عرفات میں گفتگو کا موقع ملتا رہا۔ عزیزیہ میں نائیجیریا کے ایک صاحب نے اسلام قبول کیا۔ ان سے آن لائن گفتگو رہی۔ ایک صاحب نے بیعت کر کے تنظیم میں شمولیت اختیار کی۔ علاوہ ازیں ملاقاتوں کا سلسلہ چلتا رہا۔ بانی محترمؒ اور تنظیم کے ساتھیوں کے لیے دعاؤں کا اہتمام رہا۔ 20 جولائی کی صبح کو واپسی ہوئی۔

سرابِ یاس کی آمد نہیں ہوتی!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

اگست قریب آ رہا ہے۔ پاکستان کا پچھتر واں یوم آزادی ڈائمنڈ جوبلی کی حیثیت سے منانے کے تذکرے ہیں۔ فردکی زندگی میں 70 کے بعد تدبر، ٹھہراؤ کے ساتھ بہرطور قویٰ کا اضمحلال بھی نتھی ہے، الا ماشاء اللہ۔ بعض طبیعتیں بچپنے کی طرف مائل ہوتی ہیں، کھلین کو چاند مانگنے کی ضد لگا سکتی ہیں۔ قوموں کی تاریخ میں 75 سال پختگی، قرار و استحکام، اعلیٰ تر مقاصد اور ترقی کے آئینہ دار ہوا کرتے ہیں۔ ہماری تاریخ میں نبوت کے سو سال کے اندر اسلامی مملکت تین براعظموں تک شاندار استحکام کے ساتھ پھیل چکی تھی۔ 610ء میں نبوت سے لے کر 711ء میں محمد بن قاسمؒ قیام پاکستان کا بیج بو گیا تھا، ہندوستان فاتحانہ آمد پر۔ 712ء میں شمالی افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نصیر کی فوج طارق بن زیاد کی سرکردگی میں فتوحاتِ یورپ کے لیے اسپین پر جا اتری، جہاں 800 سال تک مسلمانوں نے حکمرانی کی۔ یہ اسلام کا اعجاز تھا۔ اللہ کے فرمان پر عمل پیرا ہو کر: ''اِس قرآن کو لے کر کافروں کے ساتھ زبردست جہاد کرو۔'' (الفرقان: 52)

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر!

آج ہم ہمہ تن باہم دگر برسر پیکار ہیں۔ گھروں میں لڑائیاں، خاندانوں، اداروں، سیاست دانوں میں لڑائیاں۔ اپنے بھائی کے مقابل کبر سے تن جائیے۔ ہم آج بھی پاکستان تباہ کرنے کی قیمت پر تنے کھڑے ہیں۔ اور اس طنطنے میں ملک پر کیا بیت رہی ہے، نہ خبر ہے نہ پروا۔ کرسی کا نشہ مہلک ترین ہے جو چہار جانب سے غافل کر ڈالتا ہے۔ سیاسی عدم استحکام ملک کی چولیں ہلا رہا ہے۔ للکاروں میں کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔ ستر برس کے ایک بڑے میاں سری لنکا والے تیل/ پیٹرول کی بوتل تھامے، ہاتھ میں پکڑی تیلی سے آگ لگانے کی دھمکی سے بڑے بڑوں کا پتہ پانی کرتے رہے ہیں۔ کیا راز ہے کہ سبھی اداروں کو للکارنے کے باوجود سبھی کی سٹی گم رہی ہے۔ نہ توہینِ عدالت ہوئی، نہ بکتر بند گاڑیاں نکلیں، نہ پولیس جگہ سے ہلی۔ (یہ ضرور ہے کہ خوفناک دھمکیوں کے تناظر میں فوری تبادلے ہوئے!) ماحول یہ رہا کہ: ''آٹھ دس کی آنکھ پھوٹی، آٹھ دس کا سر کھلا، تو خطیبِ شہر کی تقریر کا جوہر کھلا!''

یہ دور ہم کراچی میں بھگت چکے ہیں۔ اس خطابت پر کوئی از خود نوٹس نہیں۔ گزرے سالوں میں خاموشی سے یہ نظارہ رہا۔ مروّت، لحاظ، تہذیب و شرافت بالائے طاق رکھ کر حیا سوز بدزبانی، بداخلاقی، گالی گلوچ، نفرت اور جھوٹ پر قوم کو رواں کر دینے کے سوا کیا ہاتھ آیا؟ ڈوبتی معیشت اور اس پر چور مچائے شور کے بگولے ہر ذی شعور کے حواس مختل کرتے رہے۔ اب بھی وقت ہے کہ قانون کی آئے دن الٹ بازیاں کھاتی تشریحات پر بریک لگا کر یکساں قانون کا اطلاق اپنے پرائے سبھی پر ہو۔ ان جھگڑوں میں معیشت جو پہلے ہی وینٹی لیٹر پر ہے، اس کی سانسیں رک رہی ہیں۔ ملک کا استحکام اور وقار مقدم ہے۔ یہ ہو گا تو کرسیاں بچیں گی۔ دھمکانے کی سیاست کو لگام نہ دی گئی تو دگرگوں جمہوریت، سدا ''دھمکی جمہوریت'' ہی کا روپ دھارے گی۔ اس عفریت سے کون نمٹے گا؟ انصاف کے دوہرے معیار کے بجائے کٹہرے میں سبھی کو یکساں طور پر کھڑا کر کے پہلے ملکی حالات اور معیشت کا سدھار، زباں بندی لاگو ہو۔ دودھ سے دھلا کوئی بھی نہیں۔ جسٹس (ر) جاوید اقبال (نیب) کا اخلاقی المیہ سامنے ہے۔ انصاف کا لبادہ اوڑھ کر بے چارگی پر نقب لگانے کا المیہ! پناہ بخدا۔ سبھی شیشے کے گھروں میں رہتے ہیں۔ کوئی بھی پاک نہیں جو پہلا پتھر مارے۔ 300 کنال کے سرسبز و شاداب سبزہ زاروں میں امراء و رؤساء کو للکارنے والا ہو یا ملک و غیر ممالک میں جائیدادوں والے۔ یہ ہاتھیوں کی لڑائی میں 22 کروڑ چیونٹیاں پس رہی ہیں۔ کھوکھلی جذباتیت کے ساتھ عوام الناس ملک کو سری لنکا بنانے کے بیانیے کے اسیر ہوئے بے خبر (جنوں بھوتوں والے) سحر کے پیچھے منہ اٹھائے صرف سوشل میڈیا کی رہنمائی میں بے سدھ بھاگے چلے جا رہے ہیں۔ اس بھیڑ میں اکثر یا بیرون ملک کے نیم پاکستانی، متوالے ہیں یا وہ سب جو معیشت کی گمبھیرتا، ریکارڈ قرضہ جات سیاسی عدالتی دلائل سے بے بہرہ ہیں۔ یہ ملک سے خیر خواہی ہے کیا؟ اتنے یقین سے سری لنکا کی دھمکی ظاہر کرتی ہے کہ خانہ جنگی کی پلاننگ کیے بیٹھے ہیں۔

ملک میں دو قسم کے مقدمات میں فیصلہ فوری ہوتا ہے۔ شادیاں ختم کروانے کے مقدمات میں، اور عمرانی سیاسی مقدمات میں فی الفور کی پھسوڑی پڑ جاتی ہے۔ ورنہ دادا کے مقدمے کا فیصلہ پڑپوتے تک کا انتظار کرواتا ہے۔ آدھے ملک کی معیشت تو جمہوریت چاٹ جاتی ہے۔ انتخابی عمل پر جمہور کا پیسہ پے درپے انتخابات، ضمنی انتخابات، بلدیاتی انتخابات میں لٹایا جاتا ہے۔ انفرادی سطح پر رزقِ حلال سے گھوڑوں کی خرید و فروخت (بنام ہارس ٹریڈنگ) کیونکر ممکن ہے! (زر، زمین والے نے اگرچہ پے درپے صرف خط چلا کر اکثریت کو اقلیت میں بدل ڈالنے کا شعبدہ دکھایا۔ واہ جمہوریت کہیے یا آہ جمہوریت!) چالیس، پچاس کروڑ سے کم کی بات نہیں ہوتی! اس نظام میں تو دونوں اطراف، حکومت اپوزیشن ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں۔ پہلے منتخب ہونے کی صلاحیت/ پیسہ (Electables) کے نام پر جو ہانک کر پی ٹی آئی میں لائے گئے وہ امانت و دیانت، حق کی سیاست، قومی مفادات اور نظریے کا کون سا پیمانہ تھا؟ یہی طبقہ پھر اپنی قیمت لگواتا ہے۔

جس کی لاٹھی ہے اسی کی بھینس ہوگی دیکھنا
بھینس کا مالک پتیلا مانجھتا رہ جائے گا

ادھر ہمارے یہ حالات چل رہے ہیں۔ پورا ملک ہمہ وقت ایک شش و پنج کے عالم میں ہچکولے کھاتا، بے یقینی کے خرابوں میں بھٹک رہا ہے۔ نجانے اگلا لمحہ کیا لائے۔ کون سا فیصلہ دھمک پڑے۔ ادھر کشمیریوں کی ہم سے خوش گمانیوں کی انتہا دیکھیے۔ 19 جولائی کو انہوں نے یوم الحاقِ پاکستان کس جوش و جذبے سے منایا! ریلیاں، جلسے جلوس۔ اللہ انہی کی مظلوم، بے لوث اور خوش گمان محبت سے ہمارے اعمال کی کمزوریاں دور کر کے ہمارے مقدر میں خیر بھر دے۔ (آمین!)

بائیڈن کے دورۂ سعودی عرب کے دوران امریکی شہریت کا حامل اسرائیلی یہودی صحافی خاموشی سے حج کے

موقع پر شرعی (اور سفارتی) قوانین توڑتے ہوئے مقاماتِ حج کا دورہ کرتا رہا۔ اسرائیلی چینل ’13 نیوز‘ پر عرفات ودیگر مقامات کی رپورٹ نشر کردی۔ نحوست زدہ چہرے پر مسکراہٹ، بھرپور کمینگی کا تاثر لیے، سعودی سوشل میڈیا کو آگ بگولہ کرگئی۔ جانتے بوجھتے برملا اقرار کے ساتھ، قانون کی خلاف ورزی کرنے کے بعد معافی مانگ کر بریٔ الذمہ ہوگیا کہ میں تو صرف مکہ کی خوبصورتی اوراس کی اہمیت دکھانا چاہتا تھا! تاہم سعودی سوشل میڈیا کو اس کی معذرت ٹھنڈا کرنے میں ناکام رہی۔ اس کا سعودی ڈرائیور عوام کے غم وغصے کے پیش نظر گرفتار کرکے اس واقعے کی مذمت کردی گئی۔ یاد رہے کہ 21 نومبر 2017ء میں اسی طرح ایک اسرائیلی یہودی، عرب حلیے میں مسجدِ نبویؐ میں سیلفیاں بناتا گھوم پھر کرگیا۔ بغل میں یہودی مذہبی تھیلا عبرانی تحریر لیے (جو کٹر یہودی ہمراہ رکھتے ہیں)، اُس نے تصاویر اسی طرح فیس بک پر دکھاکر مسلمانوں کو چڑایا تھا۔ عرب دنیا میں شدید غم وغصے کا اظہار اُس وقت بھی کیا گیا۔ مسلم عوام ایمانی جذبات کے حوالے سے بحمداللہ آج بھی لبریز ہیں!

امریکا اس وقت شدید گرمی کی لپیٹ میں تو تھا ہی، کیلی فورنیا میں بہت بڑی آگ بھی تیزی سے بڑھ پھیل رہی ہے۔ جنوبی یورپ الگ آگ کے ہاتھوں بڑی آبادی کے انخلاء پر مجبور ہے۔ گرمی کی لہر مزید یورپ بھر کو شدید مسائل سے دوچار کیے ہوئے ہے۔ موسمیاتی بلائیں، گرمی اور تیز ہواؤں سے پھیلتی آگ یونان، اٹلی کے لیے بلا بنی کھڑی ہے۔ امریکا میں موسمیاتی ایمرجنسی کا نفاذ بوسٹن سے واشنگٹن تک کردیا گیا ہے۔ درجن بھر ریاستوں کو گرمی سے نمٹنے کے لیے ہدایات جاری کردی گئی ہیں۔ اس وقت تپش سے امریکا بھر میں اموات ہورہی ہیں۔ زمینی آبادیوں کو اسلحے کی آگ سے بھوننے والے اب مکافاتِ عمل کی ہمہ پہلو زد میں ہیں۔ جابجا فائرنگ کے واقعات اور ’فائر‘ (آگ) سمیت موسمی آگ کا برسنا! فلسطینیوں پر مظالم پر اسرائیل کی پیٹھ ٹھونکنے والوں کو مظلوم آہوں کے دھوئیں اور تپش کا سامنا ہے۔ تاہم:

دہکتے ریگ زاروں میں بھی یاں ہرگز
سرابِ یاس کی آمد نہیں ہوتی
یہ لے کر آس آتی ہے!

❀ ❀ ❀

غلبہ واقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں
تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ **میثاق** لاہور
اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ اگست 2022ء
محرم الحرام 1444ھ

مشمولات

☆ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ سے جنگ کا نتیجہ ــــــ ادارہ
☆ رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ ــــــ ڈاکٹر محمد الیاس
☆ اہل خانہ کے ساتھ جنت میں ــــــ سعادت محمود
☆ وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا ــــــ ملا ہبت اللہ اخوندزادہ
☆ فضائی سفر کی باطنی کیفیات ــــــ عبدالرؤف
☆ فتنۂ دجال اور پیش آمدہ چیلنجز (۳) ــــــ آصف حمید

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہورہا ہے!
☆ صفحات: 84 ☆ قیمت فی شمارہ: 40روپے ☆ سالانہ زرتعاون (اندرون ملک) 400روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور

رفقاء متوجہ ہوں

’’مسجد جامع القرآن کمپلیکس، پیہونٹ نزد نیلور اسلام آباد (حلقہ پنجاب شمالی)‘‘ میں

07 تا 13 اگست 2022ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہورہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں: ☆ اسلام کا انقلابی منشور
زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں۔

اور

12 تا 14 اگست 2022ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہورہا ہے

نوٹ درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کرکے تشریف لائیں۔ ☆ اسلام کا انقلابی منشور (سیاسی سطح پر)
زیادہ سے زیادہ امراء، نقباء و معاونین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0333-5127663 / 051-4866055 / 051-2751014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-(042)35473375

معیاری معاشرے کی بنیاد

سورۃ لقمٰن کی آیات کی روشنی میں

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی

یہ حکیمانہ اقوال قرآن کریم میں نقل کئے گئے تا کہ قیامت تک آنے والے انسان ان سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی خوب سے خوب تر بنا سکیں۔

حکیم لقمان ؒ کا نام تو بچپن سے ہی سنتے چلے آ رہے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے نام سے قرآن کریم میں ایک سورت نازل فرمائی ہے جس کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی ان شاء اللہ لیکن بہت کم لوگ اس بات سے واقف ہیں کہ حضرت حکیم لقمان کون تھے؟ اللہ تعالیٰ نے ان کے نسب، خاندان اور زمانہ کے بارے میں تو اپنے کلام میں کوئی ذکر نہیں کیا لیکن ان کے حکیمانہ اقوال کا ذکر فرمایا ہے تاہم قدیم تاریخ اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ اس نام کا ایک شخص سرزمین عرب پر موجود تھا، البتہ اُن کی شخصیت اور نسب کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے یا خالہ زاد بھائی جبکہ دوسری روایت سے حضرت داؤد علیہ السلام کا ہم عصر ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اکثر مورخین کی رائے ہے کہ حکیم لقمان ؒ افریقی النسل تھے اور عرب میں ان کی آمد بحیثیت غلام ہوئی تھی۔ جمہور علماء کا اتفاق ہے کہ حکیم لقمانؒ نبی نہیں تھے اور نہ ان پر وحی نازل ہوئی کیونکہ قرآن وحدیث میں کسی بھی جگہ کوئی ایسا اشارہ موجود نہیں جو حکیم لقمانؒ کے نبی یا رسول ہونے پر دلالت کرتا ہو۔

غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے حکیم لقمانؒ کو نبوت عطا نہیں کی مگر حکمت ودانائی سے وافر حصہ دیا۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ صورت شکل کے اعتبار سے اچھے نہیں تھے، جیسا کہ مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیب ؒ نے ایک حبشی سے کہا تھا کہ تُو اس بات سے دل گیر نہ ہو کہ تو کالا حبشی ہے، اس لیے کہ حبشیوں میں 3 آدمی دنیا کے بہترین انسان ہوئے ہیں۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا غلام مہجع اور حکیم لقمان ؒ۔ غرضیکہ حکیم لقمانؒ کے حالاتِ زندگی اور زمانہ میں اختلاف کے باوجود پوری دنیا ان کو ایک مشہور شخصیت تسلیم کرتی ہے۔ جاہلیت کے متعدد شعراء نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان میں حضرت حکیم لقمان ؒ کی اُن قیمتی نصیحتوں کا ذکر فرمایا ہے جو انہوں نے اپنے بیٹے کو مخاطب کر کے بیان فرمائی تھیں۔ یہ حکیمانہ اقوال اللہ تعالیٰ نے اس لیے قرآن کریم میں نقل کئے ہیں تا کہ قیامت تک آنے والے انسان ان سے فائدہ اٹھا کر اپنی زندگی کو خوب سے خوب تر بنا سکیں اور ایک اچھا معاشرہ وجود میں آسکے۔

پہلی نصیحت شرک سے دوری:

سب سے پہلی حکمت عقائد کی درستگی کے متعلق ہے۔

''اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا۔ یقین جانو شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ ہی پوری کائنات کا خالق ومالک ورازق ہے اور اس کے ساتھ کسی غیر اللہ کو شریکِ عبادت نہ کرنا۔ اس دنیا میں اس سے بڑا ظلم نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی مخلوق کو اس کے برابر ٹھہرایا جائے۔ یہی وہ پیغام ہے جس کی دعوت تمام انبیاء ورسل نے دی کہ معبود حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی پیدا کرنے والا، وہی رزق دینے والا ہے اور پوری دنیا کے نظام کو تنہا وہی چلانے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ ہم سب اس کے بندے ہیں اور ہمیں صرف اسی کی عبادت کرنی چاہیے۔ وہی مشکل کشا، حاجت روا اور ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔

دوسری نصیحت، اللہ کا علم ہر چیز پر محیط ہے:

حکیم لقمانؒ کی دوسری نصیحت اپنے بیٹے کو یہ تھی کہ اس کا یقین رکھا جائے کہ آسمان وزمین اور اس کے اندر جو کچھ ہے اس کے ایک ایک ذرہ سے اللہ جل شانہٗ اچھی طرح واقف ہے، کوئی چیز بھی اس سے مخفی نہیں اور اس پر اس کی قدرت بھی کامل ہے۔ کوئی چیز کتنی بھی چھوٹی سے چھوٹی ہو جو عام نظروں میں نہ آسکتی ہو، اسی طرح کوئی چیز کتنی ہی دور دراز پر ہو، اسی طرح کوئی چیز کتنے ہی اندھیروں اور پردوں میں ہو اللہ تعالیٰ کے علم ونظر سے نہیں چھپ سکتی۔ غرضیکہ ہم دنیا کے کسی بھی میدان میں ہوں، تجارت کر رہے ہوں، درس وتدریس کی خدمات انجام دے رہے ہوں، ملازمت کر رہے ہوں، قوم وملت کی خدمت کر رہے ہوں، لیکن ہمیں ہمارے ماں باپ اور کائنات کو پیدا کرنے والا ہماری زندگی کے ایک ایک لمحہ سے پوری طرح واقف ہے اور ہمیں مرنے کے بعد اس کے سامنے کھڑے ہو کر زندگی کے ایک ایک پل کا حساب دینا ہے۔ اگر ہم نے کسی سے چھپ کر رشوت لی ہے یا کسی شخص پر ظلم کیا ہے یا کسی غریب کو ستایا ہے یا کسی کا حق مارا ہے تو ممکن ہے کہ ہم دنیا والوں سے بچ جائیں لیکن اللہ تعالیٰ کی عدالت میں اندھیر نہیں اور ہمیں اس کا ضرور حساب دینا ہوگا۔

تیسری نصیحت، نماز قائم کرنا:

حکیم لقمانؒ نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ''بیٹا! نماز قائم کرو۔''

نماز ایمان کے بعد اسلام کا اہم ترین رکن ہے۔ نماز خود اہم ہونے کے ساتھ وہ دوسرے اعمال کی درستگی کا ذریعہ بھی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے اُسے پڑھئے اور نماز قائم کیجئے، یقیناً نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔'' (العنکبوت:45)

نماز میں اللہ تعالیٰ نے یہ خاصیت وتاثیر رکھی ہے کہ وہ نمازی کو گناہوں اور برائیوں سے روک دیتی ہے مگر ضروری ہے کہ اس پر پابندی سے عمل کیا جائے اور نماز کو اُن شرائط وآداب کے ساتھ پڑھا جائے جو نماز کی قبولیت کے لیے ضروری ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ فلاں شخص راتوں کو نماز پڑھتا ہے مگر دن میں چوری کرتا ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی نماز عنقریب اس کو اس برے کام سے روک دے گی (مسند احمد، صحیح ابن حبان) لہٰذا ہمیں نمازوں کا اہتمام کرنا چاہیے۔

چوتھی نصیحت، اصلاح معاشرہ کے لیے کوشش کرنا:

حکیم لقمانؒ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے آگے فرماتے ہیں:

"اپنی ذات سے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کے ساتھ معاشرہ کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا۔"

یعنی اس بات کی فکر کرنا کہ سارے انسان اللہ کو مان کر، اللہ کی مان کر زندگی گزارنے والے بن جائیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر (اچھائیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا) کی ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار بیان کیا ہے۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر 71 میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں ایک دوسرے کے معاون و مددگار ہیں۔ ان کے 4 اوصاف ہیں: "اچھائیوں کا حکم کرتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں۔ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں۔"

یعنی جس طرح ہر مؤمن پر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرنا، نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا (اگر مال پر زکوٰۃ فرض ہے) ضروری ہے، اسی طرح اچھائیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا ہر ایمان والے کے لیے ضروری ہے، اگرچہ ہر شخص استطاعت کے مطابق ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مکلف ہے۔

پانچویں نصیحت، حالات پر صبر کرنا:

اپنے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی کوشش کرنا ایسا عمل ہے کہ اس کی پابندی میں خاصی مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے۔ اس پر ثابت قدم رہنا آسان نہیں خصوصاً امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خدمت کا صلہ دنیا میں عموماً عداوتوں اور مخالفتوں سے ملتا ہے اس لیے حکیم لقمانؒ نے اس کے ساتھ یہ وصیت بھی فرمائی:

"دین پر چلنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں جو مشکلات سامنے آئیں ان پر صبر کریں۔"

جیسا کہ سورۃ العصر میں اللہ تعالیٰ زمانے کی قسم کھا کر ارشاد فرماتا ہے کہ تمام انسان خسارے اور نقصان میں ہیں مگر وہ لوگ جو اپنے اندر چار صفات پیدا کرلیں: ایمان لائیں، نیک اعمال کریں، محض اپنی انفرادی اصلاح وفلاح پر قناعت نہ کریں بلکہ امت کے تمام افراد کی بھی کامیابی کی فکر کریں، دین پر چلنے اور اس کو دوسروں تک پہنچانے میں جو مشکلات آئیں ان پر صبر کریں۔

حکیم لقمان کی دیگر نصیحتیں آداب معاشرت کے متعلق ہیں:

حکیم لقمانؒ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"لوگوں کے سامنے (تکبر سے) اپنے گال مت پھلاؤ۔"

یعنی لوگوں سے ملاقات اور ان سے گفتگو کے وقت ان سے منہ پھیر کر گفتگو نہ کرو جو اُن سے اعراض کرنے اور تکبر کرنے کی علامت اور اخلاقِ شریفانہ کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے متعلق قرآن کریم (سورۃ القلم 4) میں ارشاد فرماتا ہے: یقیناً تم اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر ہو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب رسول اللہ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

"آپؐ کا اخلاق قرآنی تعلیمات کے عین مطابق تھا۔" (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔" (مسند احمد)

غرضیکہ حکیم لقمانؒ کی اپنے بیٹے کی نصیحتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ذکر کرکے پوری انسانیت کو یہ پیغام دیا کہ ہمیں تمام انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق پیش کرنے چاہئیں۔ نیز رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو بندہ درگزر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو بندہ اللہ کے لیے عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔" (صحیح مسلم)

حکیم لقمانؒ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"زمین پر اتراتے ہوئے مت چلو۔"

یعنی زمین کو اللہ تعالیٰ نے سارے عناصر سے پست افتادہ بنایا ہے۔ تم اسی سے پیدا ہوئے، اسی پر چلتے پھرتے ہو، اپنی حقیقت کو پہچانو، اترا کر نہ چلو جو متکبرین کا طریقہ ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یقین جانو اللہ کسی اترانے والے شیخی باز کو پسند نہیں کرتا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائے گا۔"

ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آدمی چاہتا ہے کہ اس کا لباس اچھا ہو اور اس کا جوتا عمدہ ہو۔ آپؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جمیل ہے، جمال کو پسند کرتا ہے۔ کبر اور غرور تو حق کو ناحق کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا ہے۔"

(مسلم: کتاب الایمان، باب تحریم الکبر)

یعنی اپنی وسعت کے مطابق اچھا لباس پہننا کبر اور غرور نہیں بلکہ لوگوں کو حقیر سمجھنا تکبر اور غرور ہے۔

حکیم لقمانؒ اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو۔"

یعنی انسان کو درمیانی رفتار سے چلنا چاہیے۔ رفتار نہ اتنی تیز ہو کہ بھاگنے کے قریب پہنچ جائے اور نہ اتنی آہستہ کہ سستی میں داخل ہوجائے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص جماعت کی نماز کو حاصل کرنے کے لیے جا رہا ہو تو اس کو بھی حضور اکرم ﷺ نے بھاگنے سے منع فرما کر اطمینان وسکون کے ساتھ چلنے کی تاکید فرمائی ہے۔

حکیم لقمانؒ کی اپنے بیٹے کو ایک اور اہم نصیحت:

"اپنی آواز آہستہ رکھو۔"

آہستہ آواز رکھنے سے مراد یہ نہیں کہ انسان اتنا آہستہ بولے کہ سننے والے کو دقت پیش آئے بلکہ مراد یہ ہے کہ جن کو سنانا مقصود ہے، اُن تک تو آواز وضاحت کے ساتھ پہنچ جائے لیکن اس سے زیادہ چیخ چیخ کر بولنا اسلامی آداب کے خلاف ہے۔ غرضیکہ ہمیں اتنی ہی آواز بلند کرنی چاہیے جتنی اُس کے مخاطبوں کو سننے اور سمجھنے کے لیے ضروری ہے۔ بیشک سب سے بری آواز گدھے کی آواز ہے۔

آخر میں آداب معاشرت سے متعلق 4 نصیحتیں ذکر کی گئیں۔

- اوّل لوگوں سے گفتگو اور ملاقات میں متکبرانہ انداز سے رخ پھیر کر بات کرنے سے منع کیا گیا۔
- دوسرے زمین پر اکڑ کر چلنے سے منع کیا گیا۔
- تیسرے درمیانی رفتار سے چلنے کی ہدایت دی گئی۔
- چوتھے بہت زور سے شور مچا کر بولنے سے منع کیا گیا۔

ان تمام ہی نصیحتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وقت ہم دوسروں کا خیال رکھیں، کسی شخص کو بھی خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر، ہم اس کو جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں لیکن ہماری طرف سے کوئی تکلیف کسی بھی بشر کو نہیں پہنچنی چاہیے، مگر ہم ان امور میں کوتاہی سے کام لیتے ہیں حالانکہ ان امور کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حقوق العباد میں حق تلفی انسان کے بڑے بڑے نیک اعمال کو ختم کردے گی۔ لہٰذا ہمیں چاہیے کہ ہم حکیم لقمان علیہ السلام کی ان قیمتی نصیحتوں پر عمل کرکے ایک اچھے معاشرہ کی تشکیل دیں۔

THE CURSE OF RIBA

The Prohibition of Riba in light of verses of the Qur'an

1- **Surah Ar-Rum, Verse 39**
(revealed in the 6th year of Prophethood)
"And whatever you give for riba to increase within the wealth of people will not increase with Allah. But what you give in zakah (obligatory alms), desiring the countenance of Allah - those are the multipliers."

2- **Surah Aal-e-Imran, Verse 130**
(revealed in the 3rd year of Hijrah)
"O you who have believed, do not consume (and engage in transactions of) riba, doubled and multiplied (compounded), but fear Allah that you may be successful."

3- **Surah An-Nisa, Verses 160-161**
(revealed in the 5th year of Hijrah)
"For wrongdoing on the part of the Jews, We made unlawful for them [certain] good foods which had been lawful to them, and for their averting from the way of Allah many [people]," ***(verse 160)***
"And [for] their taking of riba while they had been forbidden from it, and their consuming of the people's wealth unjustly. And we have prepared for the disbelievers among them a painful punishment." ***(verse 161)***

4- **Surah Al-Baqarah, Verses 275-276**
(revealed in the 9th year of Hijrah)
"Those who consume (are engaged in transactions of) riba cannot stand (on the Day of Resurrection) except as one stands who is being beaten by Satan into insanity. That is because they say, "Trade is (just) like riba!" But Allah has permitted trade and has forbidden riba. So whoever has received an admonition from his Lord and desists may have what is past, and his affair rests with Allah. But whoever returns to (riba - dealing in interest or usury) - those are the companions of the Fire; they will abide eternally therein." ***(verse 275)***
"Allah destroys riba (usury or interest) and gives increase for charities. And Allah does not like every sinning disbeliever." ***(verse 276)***

5- **Surah Al-Baqarah, Verses 278-281**
(revealed in the 9th year of Hijrah)
"O you who have believed, fear Allah and give up what remains (due to/of you) of riba, if you should be believers." ***(verse 278)***
"And if you do not (give up transactions of riba), then be informed of a war (against you) from Allah and His Messenger. But if you repent (from riba-based transactions), you may have your principal – (thus) you do no wrong, nor are you wronged." ***(verse 279)***
"And if someone is in hardship, then (let there be) postponement until (a time of) ease. But if you give (from your right as) charity, then it is better for you, if you only knew."
(verse 280)
"And fear a Day when you will be returned to Allah. Then every soul will be compensated for what it earned, and they will not be treated unjustly." ***(verse 281)***

The Prohibition of Riba in light of Ahadith of the Holy Prophet *(SAAW)*

1- Jabir *(RA)* narrates that "The Messenger of Allah *(SAAW)* cursed the one who consumes riba and the one who pays it, the one who writes it down (records the transaction) and the two who witness it, and he added: they are all the same (in sin)." ***(Sahih Muslim)***

2- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, "Riba is of seventy different parts (degrees of sin), the least heinous being equivalent to a man marrying his own mother." ***(Ibn e Majah)***

3- It has been narrated by Abdullah bin Hanzala *(RA)* that Messenger of Allah *(SAAW)* said, "A dirham of riba which a man devours knowingly is worse (more sinful) than committing adultery thirty-six times." ***(Musnad Ahmad)***

4- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that

1- the Messenger of Allah *(SAAW)* said, “(Beware)…Avoid the seven great destructive sins.” "O Messenger of Allah *(SAAW)*! What are they?” The companions enquired. He *(SAAW)* replied, “To join others in worship along with Allah (polytheism), to practice magic, to take the life (kill) which Allah has forbidden except for a just cause (according to Islamic law), to eat up Riba (engage in usury and interest based transactions), to eat up an orphan's wealth, to show back to the enemy and flee from the battlefield at the time of battle (Qit’aal), and to (falsely) accuse chaste women (of impurity), who never even think of anything touching chastity and are good believers.” ***(Sahih Muslim)***

2- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, “I came across a people in the night in which I was taken to heaven (The journey of Al-Mairaj). Their bellies are like houses wherein there are serpents which can be seen from outside their bellies. I asked: O Gabriel! Who are they? He replied: These are those who devoured riba.” ***(Ibn Majah)***

3- It has been narrated by Sumrah bin Jundub *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, “On the night of Al-Mairaj, I saw a man swimming in a stream and being pelted with stones. I questioned: Who is this? I was told: The consumer of riba.” ***(Musnad Ahmad)***

4- It has been narrated by Abdullah bin Masud *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, “No matter how much mounted up (accumulated) riba becomes, it (riba) ultimately results (invariably) in reduction and shortage (at the individual as well as the collective level).” ***(Musnad Ahmad, Ibn e Majah)***

5- It has been narrated by Abu Huraira *(RA)* that the Messenger of Allah *(SAAW)* said, “There will come a time when you will not be able to find a single person (in the world) who will not be consuming riba. And if anyone claims that he is not consuming riba then surely the vapor (or dust) of riba will reach him.” ***(Ibn e Majah)***

ضرورت رشتہ

☆ ملتان میں رہائش پذیر کشمیری پنجابی فیملی کو اپنے بیٹے، رفیق تنظیم اسلامی، عمر 28 سال، تعلیم بی ایس سی ماس کمیونیکیشن، برسرروزگار کے لیے دینی مزاج کی حامل ملتان سے تعلیم یافتہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-7022050

☆ ملتان میں رہائش پذیر کشمیری پنجابی فیملی کو اپنی بیٹی، رفیقہ تنظیم، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس گرافک ڈیزائن، صوم وصلوٰۃ اور پردے کی پابند کے لیے ملتان سے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0331-7022050

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ

☆ ملتان کینٹ کے بزرگ رفیق جناب ناصر علی انیس خان وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-7487007

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے نقیب اسرہ محترم حبیب الرحمٰن کی والدہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0346-0155634

☆ حلقہ فیصل آباد، گوجرہ کے رفیق تنظیم گلزار پاشا کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-2543346

☆ حلقہ سرگودھا، شاہ پور کے مبتدی رفیق ثاقب علی کے بھائی وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0332-5800893

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

سانحۂ کربلا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عزیمت وعظمت کے بیان پر جامع تالیف

بانئ تنظیم اسلامی

ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

جامع اور مختصر مگر عام فہم اور محققانہ تاریخی تالیف کا مطالعہ کیجئے

قیمت 50 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

36۔ کے ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 3-35869501

e-mail:maktaba@tanzeem.org

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور

جدید تعلیم یافتہ حضرات وخواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

جاری کردہ: ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

مضامینِ تدریس

عرصہ 40 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیمی سلسلہ

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مردوخواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف ونحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری ولغوی توضیحات)
- دورۂ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری وعملی رہنمائی
- سیرت وشمائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم
- مطالعۂ حدیث واصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سالِ دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان وادب
- اصولِ تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصولِ حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن جاری ہے ☆ انٹرویو یکم ستمبر

آغاز 5 ستمبر 2022ء (ان شاء اللہ)

ایام تدریس پیر تا جمعہ

اوقات تدریس: صبح 8 بجے تا 12:30

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی حضرات کے لیے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔
لہٰذا خواہشمند حضرات پہلے سے اپنی رجسٹریشن کروالیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدماتِ قرآنی کا مرکز —— قرآن اکیڈمی

K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem. org
www.tanzeem.org

زیرِ انتظام مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور (رجسٹرڈ)

مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org
03161466611 - 04235869501-3

Vol. 31 Regd. C.P.L NO. 114 No.29

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore